ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
فروری 2024ء جلد نمبر 25 شمارہ نمبر 02

كان الله نزل من السماء

سالِ نَو کے موقع پر مورخہ 10 جنوری 2024ء کو مسجد بیت الحمد وِٹلش میں منعقد ہونے والی تقریب کے مناظر

مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی تقریر کر رہے ہیں

دائیں سے بائیں: مکرم امیر صاحب جرمنی، جناب Joachim Rodenkirch میئر اور جناب Patrick Schnieder ممبر قومی اسمبلی کیک کاٹ رہے ہیں۔

سالِ نَو کے موقع پر مورخہ 20 جنوری 2024ء کو مسجد عطاء فلورس ہائیم میں منعقد ہونے والی تقریب کے مناظر

یورپین پارلیمنٹ کے رُکن جناب Michael Gahler

Flörsheim شہر کے میئر جناب ڈاکٹر Bernd Blisch

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

آمد تھی اُن کی یا کہ خدا کا نزول تھا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقّانیت کے لئے جو مہتمّ بالشان نشان عطا فرمایا، وہ ''پیشگوئی مصلح موعود'' کے طور پر معروف ہے۔ اس تفصیلی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے نشان کے طور پر غیر معمولی صفات کے حامل ایک فرزند کی ولادت کی خبر دی تھی۔ اس فرزند کی جو صفات و علامات بیان کی گئی تھیں، ان میں ایک صفت ''كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ'' بھی تھی یعنی اس فرزند کا آنا ایسا ہی ہے جیسے گویا خدا خود آسمان سے نازل ہو گا اور خدا کے نزول سے مراد تھا کہ اس کے ذریعہ خدا کے وجود کے نشانات ظاہر ہوں گے۔

آسمانی صحیفوں کے عین مطابق وہ فرزند پیدا ہوا، جلد جلد بڑھا اور ایک لمبی کامیاب عمر گزار کر اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔ جب اس فرزند موعودؓ کی حیاتِ جاوداں پر نظر ڈالتے ہیں تو اس کا ہر ہر لمحہ اس امر کا گواہ دکھائی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اس طرح اس کے ساتھ رہی جیسے خود خدا زمین پر اُتر آیا ہو۔ اس موعود فرزند کا بچپن ہو یا جوانی، بڑھاپا ہو یا بیماری، ہر دَور غیر معمولی طور پر کامیاب و کامران نظر آتا ہے۔ آپؓ کبھی قادیان کی مسجد مبارک میں خدا تعالیٰ سے گہرے راز و نیاز کرتے دکھائی دیتے ہیں تو کبھی مسجد نور قادیان میں خدا اپنے ہاتھ سے آپ کو مسندِ خلافت پر بٹھاتا ہے، پھر ایسے ایسے کارہائے نمایاں آپؓ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں کہ انسان ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ محض پچیس سال کا ایک نوجوان جسے لوگ '' کل کا بچہ'' کہتے تھے، ایک عالمگیر جماعت کا سربراہ بنا دیا جاتا ہے۔ یہ سربراہی جہاں ایک عظیم اعزاز تھا وہاں مشکلات کا پہاڑ بھی تھا، مخالفانہ حالات کا ایک خاردار جنگل بھی تھا۔ ایسے میں اسے آسمان سے آواز آتی ہے ''خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ'' چنانچہ وہ اس آواز کے ساتھ آگے سے آگے بڑھتا چلا گیا اور مخالفین کے ساتھ کوئی نسبت ہی نہ رہی۔ اس نے جس کام میں بھی ہاتھ ڈالا، مسائل و مشکلات کے باوجود کامیابی سے ہمکنار ہوا۔

اس فرزندِ موعودؓ نے جس طرح جماعت کو سنبھالا، اسے ترقیات کی منازل طے کرائیں، اس کا انتظامی ڈھانچہ تشکیل دیا، ذیلی تنظیموں کے قیام جیسا دُور رَس نتائج کا حامل نظام قائم فرمایا، دار القضاء اور مجلس شوریٰ جیسے ادارے آپ کے ذریعہ معرض وجود میں آئے۔ تحریک جدید و وقف جدید کی آسمانی تحریکات جن کے ذریعہ دنیا بھر میں تبلیغ و تربیت اور اشاعت اسلام ہو رہی ہے، آپ کی ہی مرہون منّت ہیں۔ علاوہ ازیں خطبات و خطابات اور تفسیر کبیر کی صورت میں علم و معرفت کا بے انتہاء و بے بہا خزانہ قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے چھوڑا ہے، وہ بھی خدا تعالیٰ کے ہی نزول کا نظارہ ہے جیسا کہ آپؓ نے سورہ فاتحہ کی تفسیر کے آغاز میں اپنا کشف بیان فرمایا ہے۔

آپ کے وجود میں خدا تعالیٰ کے نزول کا نظّارہ ہر کڑے وقت میں ایک عالم نے دیکھا ہے۔ آپ کے دشمن اور مخالف آپ کو اور آپ کی جماعت کو نیست و نابود کر ڈالنے کے دعوے کر رہے ہوتے تو آپ نہایت جلال سے فرماتے کہ میں تو دشمن کے پاؤں تلے سے زمین نکلتے دیکھ رہا ہوں اور پھر دنیا نے ایسا ہوتے ہوئے دیکھا بھی کہ آپ کا خدا آپ کی طرف دوڑتا ہوا چلا آیا اور خاک کے جو بگولے اس سلسلہ کو مٹانے کا زعم لے کر اُٹھے تھے، خدا نے ان کی خاک اڑا کر رکھ دی۔

یہ تمام نظّارے دیکھنے اور واقعات پڑھنے کے بعد ہر انصاف پسند کی زبان پر پیشگوئی مصلح موعودؓ کا یہ فقرہ بے اختیار جاری ہو جاتا ہے: كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اخبار احمدیہ

ماہنامہ جرمنی

رجب/شعبان 1445 ہجری قمری | فروری 2024ء | جلد نمبر 25 | شمارہ نمبر 02 | تبلیغ 1403 ہجری شمسی

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

اویس احمد نوید، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ
06	نظم: دکھاؤں گا کہ اک عالَم کو پھیرا
07	خطبہ جمعہ: ایک عظیم الشان آسمانی نشان
13	منظوم کلام: اے مظہرِ شانِ خدا
14	تعارف کتب: الموعود
15	ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شُد بعشق
16	منظوم کلام: مکتبِ اسلام ان کا ہم بھلا سکتے نہیں
17	کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمآءِ
20	ارضِ مقدّس کے حقیقی وارث
22	منظوم کلام: افسردہ ہے، محزون ہے پھر ارضِ فلسطین
23	اِک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
27	خلافت اور جماعت کے باہمی پیار کا تعلّق
30	تنظیمی سرگرمیاں: آگے بڑھتے رہو دَمبدم دوستو!
31	صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحُجّت پامال
33	ہم نے اُلفت میں تری بار اُٹھایا کیا کیا
40	مجلس صحت جرمنی کا سالانہ عشائیہ
41	تنظیمی سرگرمیاں: مجلس انصار اللہ جرمنی کے پروگرام
43	دلچسپ سائنسی خبریں: محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
47	یادِ رفتگان: جماعت کے ایک دیرینہ خادم مکرم بشیر احمد بھٹی صاحب مرحوم
48	اعلانات وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ
www.akhbareahmadiyya.de
پر بھی پڑھے جاسکتے ہیں

33

04

07

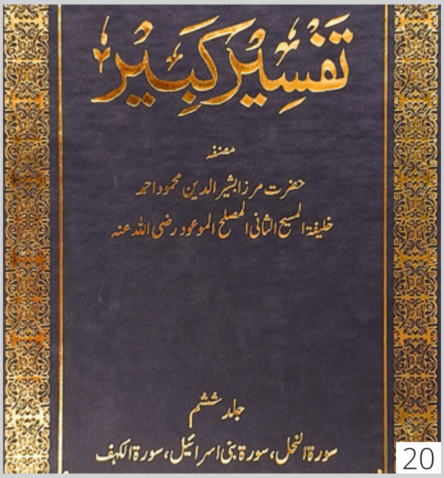

20

17

40

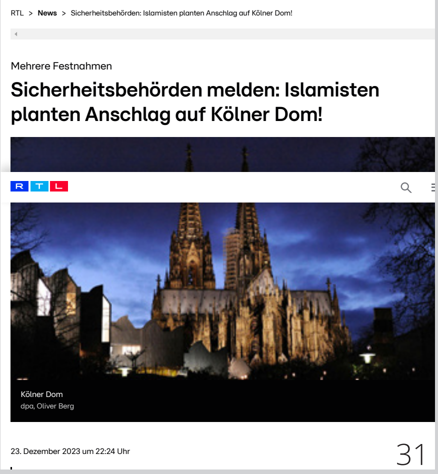
RTL > News > Sicherheitsbehörden: Islamisten planten Anschlag auf Kölner Dom!

Mehrere Festnahmen

Sicherheitsbehörden melden: Islamisten planten Anschlag auf Kölner Dom!

RTL

Kölner Dom
dpa, Oliver Berg

23. Dezember 2023 um 22:24 Uhr

31

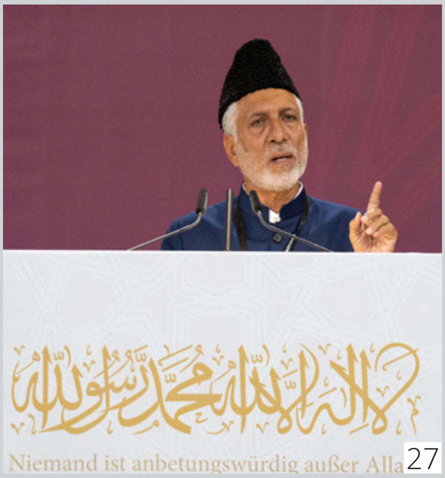

27

47

44

45

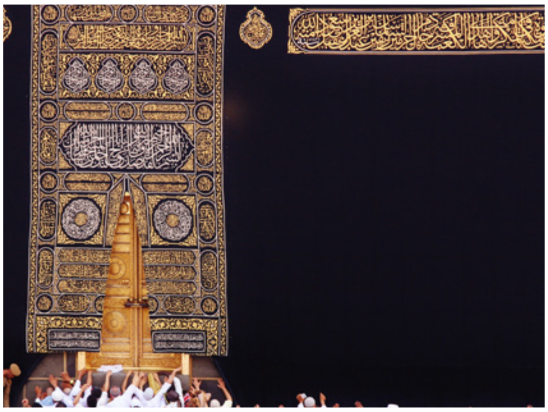

قال اللہ جلّ جلالہٗ

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا
اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝

(النحل:3)

وہ اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے فرشتوں کو روح القدس کے ساتھ اتارتا ہے کہ خبر دار کرو کہ یقیناً میرے سوا کوئی معبود نہیں پس مجھ ہی سے ڈرو۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

يَنْزِلُ عِيسَى ابنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ، فَيَتَزَوَّجُ وَ يُوْلَدُ لَهٗ

(مشکاۃ المصابیح کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ علیہ السلام الفصل الثالث)

یعنی جب عیسیٰ بن مریم زمین پر نازل ہوں گے تو وہ شادی کریں گے اور اُن کی اولاد بھی ہو گی۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مَیں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اُس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے سو اُن دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے‘‘۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306 حاشیہ ایڈیشن 2021ء)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

مَظۡهَرُ الاوّلِ و الاٰخرِ مَظۡهَرُ الحَقِّ وَ العَلاءِ كَاَنَّ اللهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور، جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِيًّا''۔

(اشتہار 20؍فروری 1886ء۔مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 125)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

خدا نے اسی مریم کی ذات کو عیسیٰ کر دیا وَ جَعَلۡنَاكَ الۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ۔ اور پھر علاوہ اس پر اس کی اولاد میں سے ایک فرزند کامل مکمل پیدا کیا جس کی نسبت الہامات تمام دنیا میں شائع ہو چکے ہیں۔ (خطبات نور صفحہ 205)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''مَیں اس سچائی کو نہایت کھلے طور پر ساری دنیا کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یہ آواز وہ ہے جو زمین و آسمان کے خدا کی آواز ہے۔ یہ مشیت وہ ہے جو زمین و آسمان کے خدا کی مشیت ہے۔ یہ سچائی نہیں ٹلے گی نہیں ٹلے گی اور نہیں ٹلے گی۔ اسلام دنیا پر غالب آ کر رہے گا۔مسیحیت دنیا میں مغلوب ہو کر رہے گی۔ اب کوئی سہارا نہیں جو عیسائیت کو میرے حملوں سے بچا سکے۔ خدا میرے ہاتھ سے اس کو شکست دے گا اور یا تو میری زندگی میں ہی اس کو اس طرح کچل کر رکھ دے گا کہ وہ سر اٹھانے کی بھی تاب نہیں رکھے گی اور یا پھر میرے بوئے ہوئے بیج سے وہ درخت پیدا ہوگا جس کے سامنے عیسائیت ایک خشک جھاڑی کی طرح مرجھا کر رہ جائے گی اور دنیا میں چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا انتہائی بلندیوں پر اُڑتا ہوا دکھائی دے گا۔ (الموعود۔انوار العلوم جلد 17 صفحہ 615)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''اصل یادگار یہ ہے کہ اس روح کو زندہ رکھا جائے جو روح ہمیں حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی میں نظر آتی تھی۔ہمیں آپ کی زندگی میں یہ روح نظر آتی تھی کہ آپ نے اپنے دن رات اللہ کے نام کی عظمت کو قائم کرنے کے لیے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احسانات کی اشاعت کے لئے گزارے جو آپ نے بنی نوع انسان پر کئے۔ آپ کا ہر لحہ خدا اور اس کے رسول کے لئے وقف تھا۔ اگر ہمیں آپ سے محبّت ہے، اگر ہمیں آپ سے پیار کا تعلق ہے تو ہم میں سے ہر شخص اپنے نفس میں اور اپنی نسل میں یہ یادگار قائم کرے گا کہ ہمارے اوقات بھی خدا کی عظمت کو قائم کرنے کے جذبات سے معمور ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور احترام کے قیام کے لئے بھی ہمہ وقت کوشش اور جدوجہد سے بھرے ہوئے ہوں۔ (خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 644)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''وہ جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوا۔ جو اس سے ٹکرایا وہ پاش پاش ہوگیا اور وہ جس سے ٹکرایا اسے پاش پاش کر دیا۔ گنگ ہوگئیں وہ زبانیں جو کہتی تھیں کہ ہم اس کی بستی کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔ ہاں مگر جب اس نے کہا کہ میں دشمن کے پاؤں تلے سے زمین نکلتے دیکھتا ہوں تو دشمن کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ شدید مخالفتوں کے طوفان اس کی اولوالعزمی سے ٹکرا کر پراگندہ ہوگئے اور اس کی آہِ رَسا کے اثر سے عناد کے اَلاؤ ٹھنڈے پڑ گئے۔ اس کے دشمنوں نے خود اس کے وطن میں اسے نیست و نابود کرنے کی کوشش کی مگر اس کے ربّ نے اس کی زمین کو وسیع تر کر دیا اور وہ اسلام کا علم ہاتھوں میں تھامے اور قرآن کے تراجم سینے سے لگائے مشرق اور مغرب کالوں اور گوروں کو برکت دیتا ہوا دیس بدیس، قریہ بہ قریہ پھرا اور اسلام کے شرف اور کلام اللہ کے مرتبہ کو کُل عالم پر ظاہر کر دیا۔ یہاں تک کہ زمین کے کناروں تک شہرت پا گیا''۔

(خطابات طاہر تقاریر جلسہ سالانہ قبل از خلافت صفحہ 70)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دَور 52 سال رہا اور ہر روز ایک نئی ترقی لے کر آتا تھا۔ کئی زبانوں میں آپؓ کے زمانے میں تراجم قرآن کریم ہوئے۔ بیرونی دنیا میں مشن قائم ہوئے۔ ...... اس زمانے میں دفاتر کا بھی نظام اتنا نہیں تھا۔خود مبلغین کو براہِ راست ہدایات دے دے کر اس نظام کو آگے بڑھایا... دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی اور خاص طور پر افریقہ میں لاکھوں کی تعداد میں سعید روحوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوئیں۔ پھر دیکھیں آپ نے کس طرح انتظامی ڈھانچے بنائے۔صدر انجمن احمدیہ کا قیام تو پہلے ہی تھا اس میں تبدیلیاں کیں، ردّو بدل کی۔... پھر ذیلی تنظیموں کا قیام ہے، انصاراللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، آپ کی دُور رس نظر نے دیکھ لیا کہ اگر میں اس طرح جماعت کی تربیت کروں گا کہ ہر عمر کے لوگوں کو ان کی ذمہ واری کا احساس دلا دوں اور وہ یہ سمجھنے لگیں کہ اب ہم ہی ہیں جنہوں نے جماعت کو سنبھالنا ہے۔ (خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 344)

دکھاؤں گا کہ اک عالَم کو پھیرا

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تُو نے دی اور پھر یہ اولاد

کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد

خبر مجھ کو یہ تُو نے بارہا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِی

مری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے

یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیدہ ہے
یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے

یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِی

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

کروں گا دُور اُس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالَم کو پھیرا

بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِی

مری ہر بات کو تُو نے جِلا دی
مِری ہر روک بھی تُو نے اٹھا دی

مری ہر پیش گوئی خود بنا دی
تری نَسْلًا بَعِیْدًا بھی دکھا دی

جو دی ہے مُجھ کو وہ کس کو عطا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِی

(انتخاب از درثمین ''بشیر احمد شریف احمد اور مبارکہ کی آمین'')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

ایک عظیم الشان آسمانی نشان

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ 21/ فروری 2014ء کا متن

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

کل یعنی گزشتہ کل 20/ فروری کا دن گزرا ہے۔ یہ دن جماعت میں مصلح موعود کی پیشگوئی کے حوالے سے خاص اہمیت کا حامل ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک بیٹے کے پیدا ہونے کی خبر دی تھی جو نیک، صالح اور بہت سی صفات کا حامل ہونا تھا۔ گزشتہ جمعہ کو بھی میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات کے حوالے سے ذکر کیا تھا، آج بھی میں نے یہی مناسب سمجھا کہ 20/ فروری کے قریب کا جمعہ ہے اس وجہ سے اس پیشگوئی کا ذکر کروں جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک عظیم الشان نشان قرار دیا ہے۔ معترضین کے جواب میں آپ نے یہ وضاحت فرمائی کہ تم اعتراض تو کرتے ہو لیکن یہ بشری طاقتوں سے بالاتر ہے کہ ایسی پیشگوئی کی جائے۔ اور صرف بیٹا ہونے کی پیشگوئی نہیں کی جارہی بلکہ ایسی صفات کا حامل بیٹا ہونے کی (پیشگوئی کی جارہی ہے) جو لمبی عمر پانے والا بھی ہوگا اور جو آپ کی زندگی میں پیدا ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اس اعلان کو گہری اور انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو اس کے نشانِ الٰہی ہونے میں کوئی شک نہیں ہوسکتا۔ آپ نے معترضین کو فرمایا کہ اگر شک ہو تو اس قسم کی پیشگوئی جو ایسے ہی نشان پر مشتمل ہو، پیش کرو۔

فرمایا: اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے۔ اور جیسا کہ آپ کی بعثت کا مقصد ہی اسلام کی حقانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت سب پر ثابت کرنا تھا۔ یہاں بھی آپ اس پیشگوئی اور نشان کو پیش فرما کر یہ نہیں فرما رہے کہ یہ میری صداقت کو ظاہر کرتا ہے بلکہ فرمایا کہ اس نشانِ آسمانی کو خدائے کریم جل شانہٗ نے ہمارے نبی کریم، رؤوف و رحیم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور فرمایا اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے۔ آپ نے وضاحت فرمائی کہ مردہ زندہ کرنا تو صرف اتنا ہی ہے کہ ایک روح تھوڑے عرصے کے لئے واپس منگوالی، جیسا کہ بائبل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا بعض انبیاء کے

بارے میں لکھا گیا ہے۔ گو اس پر بھی اعتراض کرنے والوں کے اعتراض موجود ہیں۔ اور کسی مردہ کا زندہ ہونا اگر مان بھی لیا جائے تو اس سے دنیا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ مگر یہاں بفضلہ تعالیٰ و احسانہ ببرکت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ (ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 99 اشتہار نمبر 34 مطبوعہ ربوہ)

آپ فرماتے ہیں کہ ''اے لوگو! میں کیا چیز ہوں اور کیا حقیقت؟ جو کوئی مجھ پر حملہ کرتا ہے وہ درحقیقت

اس سے پہلے کہ مَیں حضرت مصلح موعودؓ کے بعض کارناموں کا ذکر کروں، پیشگوئی کے اصل الفاظ بھی آپ کے سامنے رکھنا ضروری سمجھتا ہوں تا کہ ان کے بار بار ہمارے سامنے آنے سے ہمیں اس کی عظمت و شوکت کا بھی پتا لگے اور اس کی حقیقت کا بھی پتا لگے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے قلم سے 20؍فروری 1886ء کو ایک اشتہار ''رسالہ سراجِ منیر مشتمل برنشانہائے رب قدیر'' کے نام سے تحریر فرمایا جو اخبار ریاض ہند امرتسر میں یکم مارچ 1886ء کی اشاعت میں بطور ضمیمہ شائع ہوا۔ اس میں آپ نے لکھا کہ ''ان ہرسہ

پڑے ہیں، باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفی ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا

میرے پاک متبوع پر جو نبی کریم ﷺ ہے، حملہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر اُس کو یاد رکھنا چاہئے، وہ آفتاب پر خاک نہیں ڈال سکتا بلکہ وہی خاک اُس کے سر پر، اُس کی آنکھوں پر، اُس کے منہ پر گر کر اُس کو ذلیل اور رسوا کرے گی۔ اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی شان و شوکت اُس کی عداوت اور اُس کے بُغض سے کم نہیں ہوگی بلکہ زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ ظاہر کرے گا۔ کیا تم فجر کے قریب آفتاب کو نکلنے سے روک سکتے ہو۔ ایسے ہی تم آنحضرت ﷺ کے آفتابِ صداقت کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ خدا تعالیٰ

قسموں کی پیشگوئیوں میں سے جو ان شاء اللہ رسالہ میں بہ بسط تمام درج ہوں گی'' (یعنی تفصیلات کے ساتھ درج ہوں گی) ''پہلی پیشگوئی جو خود اس احقر سے متعلق ہے۔ آج 20 ؍فروری 86(عیسوی) میں جو مطابق پندرہ جمادی الاول ہے برعایت ایجاز و اختصار'' (یعنی مختصر مضمون بیان کرتے ہوئے) ''کلمات الٰہیہ نمونہ کے طور پر لکھی جاتی ہے اور مفصل رسالہ میں درج ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

''پہلی پیشگوئی بالہام اللہ تعالیٰ و اعلامہ عزوجل خدائے رحیم و بزرگ و برتر نے جو ہر یک چیز پر قادر ہے

ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہوگا''۔ (اللہ تعالیٰ نے یہاں ہر قسم کا ابہام ختم کر دیا کہ بعد کی نسل میں یا ذرّیت میں نہیں پیدا ہوگا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا بیٹا ہوگا) فرمایا ''خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل'' (انجامِ آتھم میں جو پوری پیشگوئی ہے، عربی میں لکھی ہوئی ہے، وہاں عمانوایل لکھا گیا ہے تو اصل عمانوایل ہی ہے، بہر حال) پھر فرمایا ''اور بشیر بھی ہے''۔ اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے یا عمانوایل اور بشیر بھی ہے۔ ''اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے

'اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے

تمہارے کینوں اور بخلوں کو دور کرے''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 100 اشتہار نمبر 34 مطبوعہ ربوہ)

ان اعتراض کرنے والوں میں غیر مسلموں کے ساتھ بعض مسلمان بھی شامل تھے جن کو آپ نے یہ چیلنج دیا اور تنبیہ بھی فرمائی۔

بہر حال اس پیشگوئی کے تحت جیسا کہ ہم جانتے ہیں 1889ء میں جنوری میں وہ موعود بیٹا پیدا ہوا جس نے اسلام کی برتری اور آنحضرت ﷺ کی شان و شوکت کو قائم کرنے کے لئے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو رہتی دنیا تک یاد رکھے جائیں گے اور جن کا غیروں نے بھی اعتراف کیا۔

(جلّشانہٗ و عزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے

پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (...) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْآخِرِ

مَظۡھَرُ الۡحَقِّ وَ الۡعَلَاءِ۔ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ کَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 96-95 اشتہار نمبر 33 مطبوعہ ربوہ)

اور یہ بھی کہ اپنوں کو اور غیروں کو آپ کے علم وعرفان نے کس طرح متاثر کیا۔

اس سے پہلے میں حضرت مصلح موعودؓ کی کتب اور لیکچرز اور تقاریر کا ایک جائزہ بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اُس وقت ریکارڈنگ کا تو باقاعدہ انتظام نہیں تھا۔ اُن کے بعض لیکچر، تقاریر مکمل موجود ہیں، بعض نہیں۔ زُود نویس ساتھ ساتھ لکھتے جاتے تھے اور بعض دفعہ پوری طرح لکھا بھی نہیں جاتا تھا۔

بہرحال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی کتب، لیکچرز اور تقاریر کا مجموعہ ''انوار العلوم'' کے نام سے فضل عمر

اور علم کی ایسی نہریں بہہ رہی ہوتی ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بھی ایک دفعہ یہ تجزیہ پیش کیا تھا اور انہوں نے ایک پہلو ''وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا'' کو لے کے فرمایا تھا کہ اس میں ہی اتنی وسعت ہے کہ اس کو بیان کرتے چلے جائیں تو ختم نہیں ہو سکتا۔

بہرحال اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا تھا کہ ''اس سلسلہ میں حضور کی ایک کتاب تو تفسیرِ کبیر ہے جو خود اتنی عجیب تفسیر ہے کہ جس شخص نے بھی غور سے اُس کے کسی ایک حصہ کو پڑھا ہو گا یہ بات تسلیم کرنے پر

مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا

پس جیسا کہ میں نے کہا، یہ وہ خصوصیات ہیں جن کا حامل وہ بیٹا ہونا تھا اور ایک دنیا نے دیکھا کہ وہ بیٹا پیدا ہوا اور 52 سال تک خلافت پر متمکن رہنے کے بعد اپنی خصوصیات کا لوہا دنیا سے منوا کر اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اگر ان خصوصیات کی گہرائی میں جا کر دیکھیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعودؓ کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو اس کے لئے کئی کتابیں لکھنے کی ضرورت ہے۔ کسی خطبہ میں یا کسی تقریر میں حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی اور آپ کے کارناموں کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ جماعت میں اس

فاؤنڈیشن شائع کر رہی ہے۔ اس وقت تک انوار العلوم کی 24 جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ اور ان جلدوں میں آپ کے کُل 633 لیکچر اور تقاریر اور کتب آ چکی ہیں۔ اور فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی سکیم ہے، اُن کا اندازہ ہے کہ 32 جلدیں شائع ہوں گی۔ اور اس طرح کُل تقاریر، لیکچر اور کتب وغیرہ تقریباً ساڑھے آٹھ سو کے قریب بن جائیں گے۔ 24 جلدوں میں مَیں نے کہا آ گئیں۔ 25 سے 29 جلدیں جو ہیں وہ تیار ہو گئی ہیں، ابھی چھپی نہیں ہیں۔ اُن میں 163 کتب، لیکچرز اور تقاریر شامل ہیں۔ پھر اُس کے بعد تین اور رہ جائیں گی۔ تو یہ تقریباً آٹھ سو

مجبور ہوگا کہ اگر دنیا میں کوئی خدارسیدہ بزرگ پیدا ہوتا اور وہ صرف یہ حصہ قرآنِ کریم کا تفسیری نوٹوں کے ساتھ شائع کر دیتا تو یہ اُس کو دنیا کی نگاہ میں بزرگ ترین انسانوں میں سے ایک انسان بنانے کے لئے کافی تھا۔ لیکن اس پر ہی بس نہیں، قرآنِ کریم پر اور بہت سی کتب لکھیں۔ اور'' خلیفہ ثالثؒ فرماتے ہیں کہ ''میرا خیال ہے کہ حضور نے صرف قرآنِ کریم کی تفسیر پر ہی آٹھ، دس ہزار صفحات لکھے ہیں۔ اس وقت جو چھپی ہوئی صورت میں تفسیرِ کبیر کی دس جلدیں ہیں وہ تقریباً چھ ہزار صفحات بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ سورتوں کے نوٹس ہیں اور مختلف تقریروں میں

وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا

حوالے سے ہر سال 20؍فروری کو جلسے منعقد کئے جاتے ہیں اور مقررین اور علماء اپنے اپنے ذوق اور علم کے مطابق اس مضمون کو بیان کرتے ہیں۔ مَیں بھی کئی مرتبہ اس مضمون کو بیان کر چکا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بھی بیان کر چکے ہیں۔ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی اور اس پیشگوئی کا مکمل احاطہ ہو گیا یا ہر ایک کو سمجھ آ گئی۔ بہرحال آج بھی میں اس پیشگوئی کے حوالے سے اس کے ایک آدھ پہلو کو لے کر حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی کی بعض باتیں پیش کروں گا۔

سے اوپر چلی جائیں گی۔ اسی طرح خطباتِ جمعہ اور عیدین اور نکاح ہیں۔ ابھی تک جو لسٹ ملی ہے اس کے مطابق ان کی تعداد 2076 بنتی ہے۔ اور خطباتِ محمود کی اس وقت کُل 28 جلدیں شائع ہو چکی ہیں جن میں 1602 خطبات شامل ہیں۔ اور 1948ء سے 1959ء تک کے خطبات 29 سے 39 جلد میں شائع ہوں گے۔ ان میں بھی تقریباً 500 خطبات اور شامل ہو جائیں گے۔

تو یہ آپ کے علمی کاموں کا ایک ہلکا سا عمومی خاکہ ہے، اور اگر ہر خطبے اور ہر تقریر کو سنیں، ہر لیکچر کو دیکھیں تو علم وعرفان کے ایسے موتی پروئے ہوئے نظر آتے ہیں

بہت ساری جگہوں پر تفاسیر بیان کی گئی ہیں جو اس میں شامل نہیں۔ پھر کلام کے اوپر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے دس کتب اور رسائل لکھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا جو اُس وقت جائزہ تھا یہ اُس کے مطابق ہیں۔ تفسیرِ کبیر جو ہے دس جلدیں، اُس میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقرۃ، پہلی دو سورتیں، پھر سورۃ یونس سے سورۃ عنکبوت تک، دسویں سورۃ سے لے کر انتیسویں سورۃ تک ہے۔ اُس کے بعد پھر بیچ میں لکھی نہیں گئیں، چھپی نہیں۔ پھر سورۃ النّبأ سے کر النّاس تک ہے۔ گویا کہ تقریباً 59 سورتیں بنتی ہیں جن کی تفسیر لکھی۔ اور یہ جو تفسیر ہے تقریباً چھ ہزار صفحات پر مشتمل

ہے اور اس کو بہت باریک لکھا ہوا ہے۔ اگر آج کل کے حساب سے لکھا جائے تو شاید دس بارہ ہزار صفحات بن جائیں۔ بہرحال یہ دوبارہ پرنٹ ہو رہی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ منظرِ عام پہ آجائے گی۔ قرآنِ کریم کی کُل 114 سورتیں ہیں جس کا مطلب ہے کہ 55 سورتیں ابھی اس میں شامل نہیں۔ پھر کلام پر آپ کی دس کتب اور رسائل ہیں۔ آپ نے روحانیات، اسلامی اخلاق اور اسلامی عقائد پر 31 کتب اور رسائل تحریر فرمائے۔ سیرت و سوانح پر 13 کتب و رسائل لکھے۔ تاریخ پر چار کتب اور رسائل لکھے۔ فقہ پر تین کتب اور رسائل لکھے۔ سیاسیات قبل از تقسیم ہند

تھا کہ صرف تفسیر ہی حضرت مصلح موعودؓ کے مقام کو منوانے کے لئے بہت کافی ہے۔ یقیناً ان تفاسیر نے قرآنِ کریم کو سمجھنے کا جو نیا انداز اور علوم و معارف کے گہرے راز کھولے ہیں، وہ ہمیشہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا حصہ رہیں گے۔

اس وقت مَیں آپ کی تفسیر پر بعض غیروں کے تبصرے پیش کرتا ہوں۔ علامہ نیاز فتح پوری صاحب حضرت مصلح موعودؓ کو اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ: ''تفسیر کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے''۔ (یہ احمدی نہیں تھے) ''اور میں اسے بڑی نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر

ذہنِ انسانی کو مطمئن کر سکتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ آپ کے ادارے نے اس تفسیر کے ذریعہ سے جو خدمت اسلام کی انجام دی ہے وہ اتنی بلند ہے کہ آپ کے مخالف بھی اس کا انکار نہیں کر سکتے''۔

(تفسیر کبیر جلد 7 تعارفی نوٹ، مطبوعہ ربوہ)

جناب اختر اورینوی صاحب (ایم۔ اے صدر شعبہ اردو پٹنہ یونیورسٹی) تفسیر کے بارے میں، پروفیسر عبدالمنان بیدل صاحب (سابق صدر شعبہ فارسی پٹنہ کالج) کا اپنا ایک چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ: ''مَیں نے یکے بعد دیگرے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے

25 کتب اور رسائل۔ سیاسیات بعد از تقسیم ہند اور قیامِ پاکستان 9 کتب اور رسائل، سیاستِ کشمیر 15 کتب اور رسائل۔ پھر تحریکِ احمدیت کے مخصوص مسائل اور تحریکات پر تقریباً 100 کتب اور رسائل۔ اس کے علاوہ بے شمار مضامین ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے تفصیل بیان کی کہ یہ تعداد سینکڑوں میں چلی جاتی ہے۔ تقریباً 800 سے اوپر چلی جائے گی۔

تو خلیفہ ثالثؒ فرماتے ہیں کہ ''جیسا کہ فرمایا تھا کہ وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ ان پر ایک نظر ڈال لیں تو ان میں علومِ ظاہری بھی نظر آتے ہیں اور

آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کی تبحرِ علمی، آپ کی وسعتِ نظر، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست، آپ کا حسن و استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ مَیں کیوں اس وقت تک بے خبر رہا۔ کاش کہ مَیں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔ کل سورۃ ہود کی تفسیر میں حضرت لوطؑ پر آپ کے خیالات معلوم کر کے جی پھڑک گیا اور بے اختیار یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا کہ آپ نے ''هٰؤُلَآءِ بَنَاتِیْ'' کی تفسیر کرتے ہوئے

کی تفسیر کبیر کی چند جلدیں پروفیسر عبدالمنان بیدل سابق صدر شعبہ فارسی پٹنہ کالج، پٹنہ و حال پرنسپل شبینہ کالج پٹنہ کی خدمت میں پیش کیں اور وہ ان تفسیروں کو پڑھ کر اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے مدرسہ عربیہ شمس الہدیٰ کے شیوخ کو بھی تفسیر کی بعض جلدیں پڑھنے کے لئے دیں اور ایک دن کئی شیوخ کو بلوا کر انہوں نے ان کے خیالات دریافت کئے۔ ایک شیخ نے کہا کہ فارسی تفسیروں میں ایسی تفسیر نہیں ملتی۔ پروفیسر عبدالمنان صاحب نے پوچھا کہ عربی تفسیروں کے متعلق کیا خیال ہے؟ شیوخ خاموش رہے۔ کچھ دیر کے بعد ان میں سے ایک نے

وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا

علومِ باطنی بھی نظر آتے ہیں اور پھر لطف یہ کہ جب بھی آپ نے کوئی کتاب یا رسالہ لکھا، ہر شخص نے یہی کہا کہ اس سے بہتر نہیں لکھا جا سکتا۔ سیاست میں جب بھی آپ نے قیادت سنبھالی یا جب بھی آپ نے سیاست کے بارے میں قائدانہ مشورے دیئے، بڑے سے بڑا مخالف بھی آپ کی بے مثال قابلیت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا۔ (ماخوذ از ماہنامہ انصار اللہ حضرت مصلح موعودؓ نمبر مئی، جون، جولائی 2009ء صفحہ 65-64)

غرض حضورؓ کے علومِ ظاہری و باطنی سے پُر ہونے کے متعلق ایک بڑی تفصیل ہے جس کے ہزارویں حصہ تک بھی ہم نہیں پہنچ سکتے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا

مفسّرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے اس کی داد دینا میرے امکان میں نہیں۔ خدا آپ کو تادیر سلامت رکھے''۔ (تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 157 مطبوعہ ربوہ) یہ اُس وقت انہوں نے دعا دی۔

پھر علامہ نیاز فتح پوری صاحب ہی ایک دوسرے خط میں لکھتے ہیں:

''تفسیر کبیر برابر پیشِ نظر رہی اور رات کو تو بالالتزام اُسے دیکھتا ہوں۔ مَیں نے اُسے کیسا پایا، یہ بڑی تفصیل طلب بات ہے۔ لیکن مختصر یوں سمجھ لیجئے کہ میرے نزدیک یہ اردو میں بالکل پہلی تفسیر ہے جو بڑی حد تک

کہا پٹنہ میں ساری عربی تفسیریں ملتی نہیں ہیں۔ مصر و شام کی ساری تفاسیر کے مطالعہ کے بعد ہی صحیح رائے قائم کی جا سکتی ہے۔ پروفیسر صاحب نے قدیم عربی تفسیروں کا تذکرہ شروع کیا اور فرمایا مرزا محمود کی تفسیر کے پائے کی ایک تفسیر بھی کسی زبان میں نہیں ملتی۔ آپ جدید تفسیریں بھی مصر و شام سے منگوا لیجئے اور چند ماہ بعد مجھ سے باتیں کیجئے۔ عربی و فارسی کے علماء مبہوت رہ گئے''۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 158-157 مطبوعہ ربوہ)

پھر سیّد جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ نے ایک مختصر مکتوب کے بعد ایک مفصل مضمون بھی اخبار صدقِ جدید

کو بھجوایا جس میں وہ صدقِ جدید کے ایڈیٹر کو لکھتے ہیں کہ ''حصول دارالسلام کی جدوجہد میں مجھے جب جیل پہنچایا گیا تو تیسرے دن مجھے وجوہات نظر بندی تحریری شکل میں مہیا کئے گئے۔ جن میں میری گزشتہ تین چار برسوں کی تقریروں کے اقتباسات تھے۔ اور الزام یہ تھا کہ میں ہندوستان کی حکومت کا تختہ اُلٹ کر اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتا ہوں۔ مَیں حیران تھا کہ مجھ جیسا چھوٹا آدمی اور یہ پہاڑ جیسا الزام۔ لیکن مجھے آہستہ آہستہ محسوس ہوا کہ میری تقریروں سے کچھ ایسا ہی مفہوم اخذ کیا جا سکتا ہے۔ مَیں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ میں میں ایک خط کے ذریعہ سے میں نے درخواست کی کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ (پھر کہتے ہیں کہ) میری قید کا بڑا حصہ سکندر آباد جیل میں گزرا۔ وہاں کے جیلر ایک مسلمان اور علم دوست بھی تھے۔ قیدیوں کی پوری خط و کتابت اُن لوگوں کے علم میں رہتی ہے۔ کیونکہ اُن کے دستخط کے بعد ہی قیدیوں کے خطوط روانہ ... ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ بات کچھ اچھی نہ تھی لیکن جرأت کی کمی کے باعث میری یہ کوشش رہتی تھی کہ قادیان کو لکھے ہوئے میرے خطوط حکام جیل کے علم میں نہ آنے پائیں۔ مجلس اتحاد المسلمین حیدر آباد ایک بڑی ہی ہر دلعزیز جماعت سے مقامات مبہم ہیں۔ کہاں کہاں ترجمے کی غلطی ہے اور کہاں کہاں معنی محدود ہیں۔ مجھے ایسا کرنے میں آسانی اس لئے ہوئی کہ تفسیرِ کبیر میں لغتِ قرآن بھی موجود ہے۔ لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ صرف مطہّر لوگ ہی قرآنِ کریم کے مطالب کو سمجھ سکیں گے''۔

تو کہتے ہیں ''یہ تفصیل (میں نے) اس لئے لکھی ہے کہ مجھ پر سے یہ الزام دور ہو جائے کہ میں نے بیعت میں عجلت کی''۔ مَیں نے غیروں کی تفسیریں بھی پڑھیں۔ پھر تفسیرِ کبیر پڑھی، موازنہ کیا اور مجھے سمجھ آ گئی۔ اور پھر کہتے ہیں اس کے بعد ''بیعت کا فارم بھیج کر مَیں دعاؤں

مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ۔ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

بھٹکا ہوا مسافر تھا جس کی منزل تو متعین تھی لیکن راستے کا پتا نہ تھا۔ مسلمانوں کی انجمن اتحاد المسلمین ہو یا کوئی اور جماعت، ان سب کی حالت یہی ہے۔ (کہتے ہیں کہ) دوسرے دن میں نے تفسیر کبیر کا مطالعہ شروع کیا (جو اُن کے ایک دوست نے اسی جیل میں ہی دی تھی) جو میں اپنے ساتھ لے کر گیا تھا۔ تو مجھے اس تفسیر میں زندگی سے معمور اسلام نظر آیا۔ (یہ احمدی نہیں تھے) اس میں وہ سب کچھ تھا جس کی مجھ کو تلاش تھی۔ تفسیرِ کبیر پڑھ کر میں قرآنِ کریم سے پہلی دفعہ روشناس ہوا۔ جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا (اُن کو لکھ رہے ہیں) اپنا مسلک ہے۔ (یہ انڈیا کا حیدر آباد ہے) جیل کا عملہ جمعیت حتی کہ جیل کے سارے ہی قیدی مجھ سے بڑی محبّت اور عقیدت سے پیش آتے تھے۔ (یہ جو تنظیم تھی اس کی وجہ سے، تو کہتے ہیں) اگرچہ پہرے داروں کے سوا مجھ سے کوئی نہ مل سکتا تھا، ان وجوہ سے حکام کے علم میں آئے بغیر میرے خطوط قادیان کو پوسٹ ہو جاتے تھے۔ لیکن جو خط قادیان سے آتا تھا وہ بہر صورت جیلر کے علم میں آنا ضروری تھا۔ جب قادیان سے بیعت کا فارم آیا تو جیل میں بڑی گڑبڑ ہوئی۔ راز باقی نہ رہ سکا... (کہتے ہیں) آخر جیلر میرے پاس آئے اور میرا خط مع بیعت فارم کے میں لگ گیا'' (کہ کہیں میری بیعت قبول بھی ہوتی ہے کہ نہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ) ''اندیشہ غلط نہ نکلا۔ میری بیعت قبول کرنے سے پہلے حضور خلیفہ صاحب نے دریافت فرمایا کہ ایک احمدی مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حکومتِ وقت کا بھی وفادار رہے اور قانون کے اندر رہ کر کام کرے۔ مَیں نے جواب دیا کہ حضور کی تفسیر نے یہ ساری باتیں میرے دل پر نقش کر دی ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد جب قادیان سے مجھے معلوم ہوا کہ میری بیعت قبول کر لی گئی تو میں سجدے میں گر گیا۔ (پھر کہتے ہیں کہ) تفسیرِ کبیر میں ایک مقام پر مَیں نے پڑھا تھا کہ

نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا

چھوڑ کر احمدیہ جیسی جماعت میں داخل ہونا، جس کو تمام علمائے اسلام نے ایک ہوّا بنا رکھا، کچھ معمولی بات نہیں۔ لیکن حق کے کھل جانے کے بعد یہاں خطرات کی پرواہ بھی کسی کو نہ تھی۔ تاہم سجدے میں گر کر شب و روز میں نے دعائیں شروع کیں کہ یا اللہ! مجھے صراط المستقیم دکھا۔ کئی ماہ اسی حالت میں گزر گئے۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری سجدے کی زمین آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ میری دعائیں قبول ہوئیں کیونکہ احمدیت کو سچا سمجھنے کے عقیدے میں مستحکم ہو گیا اور قادیان سے حضرت میاں وسیم احمد صاحب کی خدمت اُن کے پاس تھا۔ مجھ سے بڑی ہی ہمدردانہ گفتگو کی کہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ قرآن کی اس تفسیر کو چھوڑیئے۔ میں آپ کو مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا مودودی کی تفسیرِ قرآن دیتا ہوں۔ آپ کے خیالات ٹھیک ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے وہ دونوں تفسیریں لا دیں جو اصل میں ترجمہ تھے اور کہیں کہیں تفسیر تھی۔ بیعت کا فارم تکمیل کر کے بھیجنے سے قبل مَیں نے ان دونوں تفاسیر کا مطالعہ کیا۔ تفسیرِ کبیر کے طالب علم میں اتنی اہلیت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ دیگر تمام تفاسیر پر تنقید کر سکے۔ چنانچہ مَیں نے جیلر صاحب کو بتلایا کہ ان دونوں تفاسیر میں کون کون خلیفہ جو مصلح موعود ہو گا وہ اسیروں کی رہائی کا باعث ہو گا۔ میں نے حضور سے درخواست کی۔ (یہ ابھی تک جیل میں تھے) کہ وہ میری رہائی کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور خلیفہ صاحب نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی رہائی کے سامان کرے۔ اس کے چند ہی دنوں بعد میں رہا ہو گیا۔ خلیفہ موعود کی نسبت یہ پیشگوئی کہ ''وہ اسیروں کی رہائی کا باعث ہو گا'' میں اس کا زندہ ثبوت ہوں''۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 159 تا 162 مطبوعہ ربوہ)

پھر مغربی مفکرین ہیں۔ امریکہ اور یورپ کے مختلف مفکرین ہیں۔ اس وقت مَیں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

اے۔جے آربری(A.J.Arberry) جو برطانوی مستشرق ہیں۔عربی، فارسی، اسلامیات کے سکالر ہیں۔ کہتے ہیں ''قرآنِ شریف کا یہ نیا ترجمہ اور تفسیر ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔(یہ five volume کی بات کر رہے ہیں)۔موجودہ جلد اس کارنامے کی گویا پہلی منزل ہے۔کوئی پندرہ سال کا عرصہ ہوا جماعت احمدیہ قادیان کے محقق علماء نے یہ عظیم الشان کام شروع کیا اور کام حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد کی حوصلہ افزاء قیادت میں ہوتا رہا۔ کام بہت بلند قسم کا تھا۔یعنی یہ کہ قرآنِ شریف کے متن کی ایک ایسی ایڈیشن شائع کی

اور جسم کے ساتھ پیش آنے والے کشوف وغیرہ کی تفسیر کا متلاشی تھا۔ پھر جب جماعت کی ویب سائٹ پر موجود تفسیر کبیر کا مطالعہ کیا تو اس میں احمدی نور اور سچائی اور صداقت نظر آئی جس نے میرے دل کو موہ لیا۔

پھر مراکش کے جمال صاحب ہیں۔ ان کی طویل خط وکتابت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے چلتی رہی تھی۔ کہتے ہیں اس عرصے میں جو خط وکتابت کا عرصہ تھا مجھے مرکز سے تفسیر کبیر جلد اوّل کے ترجمہ کا تحفہ ارسال کیا گیا۔ مَیں نے جب اس تفسیر کو پڑھا اور اس کا دیگر تفاسیر سے موازنہ کیا تو زمین وآسمان کا فرق نکلا۔ یہاں

علمی مضامین پھر بھی سننے کا موقع ملے۔سامعین میں علمی طبقہ کے ہر خیال کے اصحاب شامل تھے۔

لالہ کنور سین صاحب سابق چیف جسٹس کشمیر جو جناب لالہ بھیم سین صاحب کے فرزند ارجمند تھے وہ بھی وہاں موجود تھے۔انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تقریر اور صدر صاحب کی تقریر کے بعد اپنے شکرگزاری کے جذبات کا اظہار کیا، انگلش میں ایک تقریر کی۔ کہتے ہیں کہ آج قابل لیکچرر نے زبانِ عربی کی فضیلت پر جو دلچسپ اور معرکۃ الآراء تقریر کی ہے اُسے سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ کہتے ہیں کہ جب میں

ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا

جائے جس کے ساتھ ساتھ اُس کا نہایت صحیح صحیح انگریزی ترجمہ ہو اور ترجمہ کے ساتھ آیت آیت کی تفسیر ہو۔ پہلی جلد جو اس وقت سامنے ہے، قرآنِ شریف کی پہلی نو سورتوں پر مشتمل ہے۔ شروع میں ایک طویل دیباچہ ہے جو خود حضرت مرزا بشیرالدین نے رقم فرمایا ہے۔ اس دیباچے میں حضرت نے لکھا ہے کہ جو کچھ اس تفسیر میں بیان ہوا ہے وہ اُن معارف کی ترجمانی ہے جو بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی کتابوں اور مواعظ میں بیان فرمائے یا پھر آپ کے خلیفہ اول یا خود حضرت ممدوح نے جو بانیٔ سلسلہ کے خلیفہ ثانی ہیں بیان فرمائے۔ اس

الٰہی علوم اور حکمتوں کی کنہ کا بیان تھا اور شریعت کے مغز کا خلاصہ تھا جبکہ دیگر تفاسیر میں محض چھلکے پر اکتفا کیا گیا تھا۔ اس تفسیر کے مطالعہ نے میرے دل میں اسلام کی ایسی حسین تصویر پیش کی کہ جو روح تک اترتی چلی گئی۔

پھر حضرت مصلح موعودؓ کے لیکچروں کا غیروں پر اثر آپ کے گہرے علم کا اعتراف ہے۔ اس کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے پنجاب لٹریری کی تحریک پر جس کے لیڈر جو تھے پنجاب یونیورسٹی سے تعلق رکھنے والے تھے، لاہور میں دو لیکچر دینے منظور فرمائے۔ اس کے مطابق حضور کا پہلا لیکچر ''عربی زبان

لیکچر سننے کے لئے آیا اُس وقت میں نے خیال کیا تھا کہ مضمون اس رنگ میں بیان کیا جائے گا جس طرح پرانی طرز کے لوگ بیان کرتے ہیں۔ وہ کس طرح بیان کرتے ہیں؟ کہتے ہیں کہ مشہور ہے کہ کسی عرب سے ایک دفعہ زبانِ عربی کی فضیلت کی وجہ دریافت کی گئی تو اُس نے کہا کہ اُسے یعنی عربی زبان کو تین وجہ سے فضیلت حاصل ہے۔ پہلی وجہ: اس لئے کہ مَیں عرب کا رہنے والا ہوں۔ دوسرے اس لئے کہ یہ قرآنِ مجید کی زبان ہے۔ تیسرے اس لئے کہ جنّت میں عربی بولی جائے گی۔ کہتے ہیں مَیں سمجھتا تھا کہ شاید اس قسم کی باتیں

وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا

لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ترجمہ اور یہ تفسیر جماعت احمدیہ کے فہمِ قرآن کی صحیح ترجمانی کرنے والی ہے''۔

(تاریخ احمدیت جلد 9 صفحہ 862-863 مطبوعہ ربوہ)

پھر صرف یہی نہیں بلکہ اور بھی، عربوں میں سے بھی ہیں۔ شام کے ایک ڈاکٹر انس صاحب ہیں، وہ کہتے ہیں: حق اور نور کی تلاش میں مختلف علماء کی کتب اور تفاسیر پڑھیں جن میں سلطان العارفین، محی الدین ابنِ عربی اور محمد بن علی الحاتمی الطائی وغیرہ کی تفاسیر شامل تھیں لیکن کسی تفسیر میں وہ خوبی اور چاشنی اور لذت نہ پائی جو حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد کی تفسیر میں ملی۔ مَیں اپنی روح

کا مقام السنۂ عالم میں'' کہ عربی زبان کا مقام دنیا کی زبانوں میں کیا تھا، کے موضوع پر 31؍مئی 1934ء کو وائی ایم سی اے ہال میں جو مال روڈ پر لاہور میں تھا، شروع ہوا۔ اور اس کی صدارت جناب ڈاکٹر برکت علی صاحب قریشی ایم۔اے، پی ایچ ڈی پرنسپل اسلامیہ کالج نے کی۔ حضور کا لیکچر ڈیڑھ گھنٹے جاری رہا جسے سامعین نے ہمہ تن گوش ہو کر سنا۔ اختتام پر جنابِ صدر نے شکریہ ادا کرنے کے بعد حاضرین کو لیکچر سے فائدہ اُٹھانے کی طرف توجہ دلائی اور خواہش ظاہر کی کہ ایسے

زبانِ عربی کی فضیلت میں پیش کی جائیں گی۔ مگر جو لیکچر دیا گیا وہ نہایت ہی عالمانہ اور فلسفیانہ شان اپنے اندر رکھتا ہے۔ مَیں جناب مرزا صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ مَیں نے ان کے لیکچر کے ایک ایک حرف کو پوری توجہ اور کامل غور کے ساتھ سنا ہے اور میں نے اس سے بہت ہی حظّ اُٹھایا اور فائدہ حاصل کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس لیکچر کا اثر مدّتوں میرے دل پر قائم رہے گا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 180-181 مطبوعہ ربوہ)

پھر سیّد عبدالقادر صاحب ایم۔اے وائس پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کے تاثرات ہیں۔ یہ صدر شعبہ تاریخ

تھے۔اسلامیہ کالج نے اسلام اور اشتراکیت (Islam and Communism) کے عنوان پر اخبار ''سن رائز لاہور'' (24مارچ1945ء) میں ایک نوٹ دیا جس کا ایک حصہ درج کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ''اسلام کا اقتصادی نظام'' اور کمیونزم کے موضوع پر مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کا لیکچر سننے کا مجھے بھی فخر حاصل ہوا۔ یہ لیکچر بھی آپ کے دوسرے لیکچروں کی طرح جو مجھے سننے کا اتفاق ہوا ہے، عالمانہ، خیالات میں جلاء پیدا کر دینے والا اور پُراز معلومات تھا۔مرزا صاحب خداداد قابلیت کے مالک ہیں اور اس موضوع کے ہر پہلو پر آپ کو پوراپورا عبور حاصل ہے۔ اس وجہ سے آپ کے خیالات اس بات کے مستحق ہیں کہ ہم اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے ان پر توجہ کریں''۔

(تاریخ احمدیت جلد9صفحہ626مطبوعہ ربوہ)

بیرونی دنیا میں بھی اس کتاب کی تقسیم کی ضرورت ہے۔عموماً یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ اسلام کا اقتصادی نظام کا نظریہ شاید مودودی صاحب نے پیش کیا تھا۔ حالانکہ اس سے بہت پہلے حضرت مصلح موعودؓ نے یہ بڑی عالمانہ قسم کی تقریر فرمائی تھی جو کتابی صورت میں شائع ہوئی ہوئی ہے اور اب اس کا انگلش میں بھی ترجمہ ہوگیا ہے۔ جو انگریزی دان احمدی ہیں اُن کو بھی پڑھنا چاہئے اور جو لوگ معاشیات میں دلچسپی رکھتے ہیں اُن کو دینی بھی چاہئے۔

پھر لالہ رام چند مچندہ صاحب کی ''اسلام کا اقتصادی نظام'' پر صدارتی تقریر ہے کہتے ہیں کہ مَیں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ مجھے ایسی قیمتی تقریر سننے کا موقع ملا اور مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ تحریکِ احمدیت ترقی کر رہی ہے اور نمایاں ترقی کر رہی ہے۔ جو تقریر اس وقت آپ لوگوں نے سنی ہے اس کے اندر نہایت قیمتی اور نئی نئی باتیں حضور نے بیان فرمائی ہیں۔ مجھے اس تقریر سے بہت فائدہ ہوا ہے''۔ پھر کہتے ہیں کہ ''یہ میری غلطی تھی کہ اسلام صرف اپنے قوانین میں مسلمانوں کا ہی خیال رکھتا ہے۔غیرمسلم کا کوئی لحاظ نہیں رکھتا۔مگر آج حضرت امام جماعت احمدیہ کی تقریر سے معلوم ہوا کہ اسلام تمام انسانوں میں مساوات کی تعلیم دیتا ہے اور مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہے۔ مَیں غیرمسلم دوستوں سے کہوں گا کہ اس قسم کے اسلام کی عزت واحترام کرنے میں آپ لوگوں کو کیا عذر ہے؟'' پھر کہتے ہیں ''حضرت امام جماعت احمدیہ کا بار بار اور لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی نہایت قیمتی معلومات سے پُر تقریر سے ہمیں مستفید فرمایا''۔(تاریخ احمدیت جلد9صفحہ622-623مطبوعہ ربوہ)

پس یہ صرف ایک پہلو کی جھلک ہے جو پیشگوئی میں علومِ ظاہری و باطنی سے پُر ہونے کے بارے میں درج ہے۔حضرت مصلح موعودؓ نے علم و عرفان کا جو خزانہ ہمیں دیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو پڑھنے کی ہمیں توفیق بھی عطا فرمائے اور جیسا کہ آپ کے مضامین کے عنوانات کی عمومی فہرست میں مَیں نے بتایا ہے مختلف نوع کے جو مضامین ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اُن سے بھی استفادہ کرنے کی توفیق دے اور ہم اپنا علم و عرفان بڑھانے والے ہوں۔

اے مظہرِ شانِ خدا

اے مظہرِ شانِ خدا اے پیکرِ نورِ رضا
اے کعبۂ صدق و صفا اے قبلۂ عشق و وفا
اے مخزنِ شوقِ لقا اے معدنِ ذوقِ دُعا
اے نیّرِ چرخِ غنا اے غازۂ روئے عطا
اے روحِ ریحانِ شفا اے رہبرِ راہِ ھدا

اے دلبر و دلدارِ من
کُن چارۂ آزارِ من

اے رونقِ بزمِ جہاں اے زینتِ گلزارِ جاں
اے نغمۂ صورِ اماں اے مرہمِ دلِ خستگاں
اے واقفِ سودوزیاں اے کاشفِ رازِ نہاں
اے نازش و فخرِ زماں اے موردِ کرّوبیاں

اے دلبر و دلدارِ من
کُن چارۂ آزارِ من

اے زخمۂ سازِ یقیں اے نغمۂ رُوح الامیں
اے زینتِ ایوانِ دیں اے ناشرِ شرعِ متیں
اے غیرتِ ماہِ مبیں اے راحتِ جانِ حزیں

اے دلبر و دلدارِ من
کُن چارۂ آزارِ من

(مکرم مبشر احمد راجیکی صاحب مرحوم)

تعارف کتب

مرتبہ: محمد انیس دیالگڑھی

الموعود

20 فروری 1886ء کی عظیم الشان پیشگوئی جماعت احمدیہ مسلمہ میں کسی معجزہ سے کم نہیں جس نے مردے زندہ کیے اور اسلام جو بظاہر ایک مردہ مذہب نظر آتا تھا اور دنیا سمجھتی تھی کہ اب یہ مٹنے کے قریب ہے۔ خدا نے اپنا مسیح اور پھر اس کی نظیر مصلح موعودؓ کی صورت بھیج کر اس کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ اب یہ شجر چہار دانگ عالم میں اپنی بہار دکھا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصلح موعود ہونے کا انکشاف حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ پر پانچ اور چھ جنوری 1944ء کی درمیانی شب مکرم شیخ بشیر احمد صاحب کی کوٹھی پر لاہور میں ہوا۔ 28 جنوری کو مسجد اقصیٰ قادیان میں خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پہلی مرتبہ اس کا اعلان فرمایا۔ اس سلسلہ میں پہلا جلسہ 20 فروری 1944ء کو ہوشیار پور میں، دوسرا جلسہ 12 مارچ 1944ء کو لاہور میں، تیسرا 23 مارچ کو لدھیانہ میں اور 16 اپریل کو دہلی میں چوتھا جلسہ منعقد ہوا۔

اُسی سال جلسہ سالانہ قادیان کے آخری روز 28 دسمبر 1944ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے اس عظیم الشان پیشگوئی کے ہر حصہ کی تفصیل سے وضاحت فرمائی اور ساتھ ہی اس پر اُٹھنے والے اعتراضات کے مدلل جواب دیئے جو 'الموعود' کے نام سے شائع شدہ ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مخالفت اور دشمن کی توجہ ہی صحیح حقیقت کا اظہار کیا کرتی ہے۔ اور جس بات کی جس قدر شدید مخالفت ہو تو سمجھنا چاہیے کہ کوئی اہم بات ہے جو دشمن اس کی مخالفت میں اس قدر جوش وخروش دکھا رہا ہے۔ آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب براہین احمدیہ کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''پس مخالفین اسلام کا گھبرانا، ان کا شور مچانا، ان کا گند اچھالنا اور ان کا براہین احمدیہ کی اشاعت پر اس کی تردید کے لیے کمر بستہ ہو جانا خود اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ اس کتاب کو اپنے لیے ایک زبردست خطرہ سمجھنے لگ گئے اور وہ سمجھتے تھے کہ اگر اسلام کی حفاظت کا یہ سلسلہ اسی رنگ میں جاری رہا تو اسلام غالب آجائے گا اور ہم مغلوب ہو جائیں گے۔ مگر مسلمانوں نے اس نکتہ کو نہ سمجھا اور انہوں نے خود بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حملے شروع کر دیئے اور اس طرح عیسائیت اور آریہ سماج کا ہاتھ مضبوط کرنے لگ گئے''۔

(الموعود۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 523)

حضرت مصلح موعودؓ نے پیشگوئی میں بیان فرمودہ 52 علامات اور ان کی تفصیل بیان فرمائی اور ثابت کیا کہ یہ نشانیاں حضورؓ کی ذات اقدس میں پوری ہو چکی ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے خلاف اٹھنے والی ہر سازش اور تحریک کے ختم بلکہ تباہ ہو جانے اور جماعت کے حق میں ظاہر ہونے والی خدا کی تائید و نصرت کا بھی تفصیل سے ذکر فرمایا۔

حضورؓ نے اپنی متعدد رؤیا و کشوف کا بھی ذکر فرمایا کہ وہ کس شان سے پورے ہوئے۔ سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جو یقین و توکل عطا کیا گیا تھا اس پر بڑی تحدی سے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر آپ نے فرمایا:

''مَیں کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کا مورد بنایا ہے جو ایک آنے

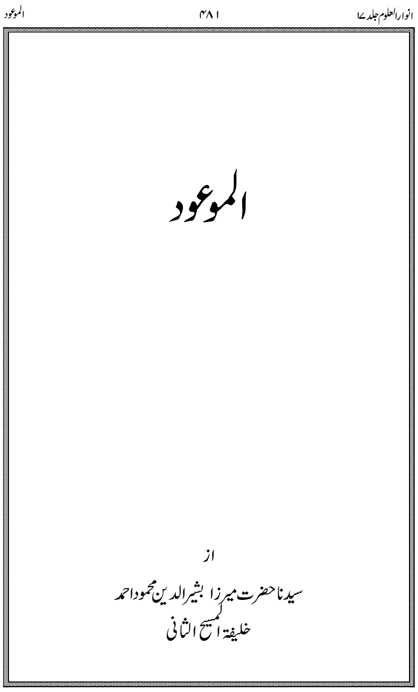
انوار العلوم جلد ۱۷ ۴۸۱ الموعود

الموعود

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

والے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائیں۔ جو شخص سمجھتا ہے کہ مَیں نے افتراء سے کام لیا ہے یا اس بارے میں جھوٹ اور کذب بیانی کا ارتکاب کیا ہے وہ آئے اور اس معاملے میں میرے ساتھ مباہلہ کرلے اور یا پھر اللہ تعالیٰ کی مؤکد بعذاب قسم کھا کر اعلان کر دے کہ اسے خدا نے کہا ہے کہ میں جھوٹ سے کام لے رہا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ خود بخود اپنے آسمانی نشانات سے فیصلہ فرما دے گا کہ کون کاذب ہے اور کون صادق''۔

(الموعود۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 612)

حضور نے اس خطاب کے آخر پر احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

''آپ لوگ جو میرے اس اعلان کے مصدق ہیں آپ کا اولین فرض یہ ہے کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک اسلام اور احمدیت کی فتح اور کامیابی کے لئے بہانے کو تیار ہو جائیں... اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو، اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر سمجھتے ہو تو قدم بقدم اور شانہ بشانہ میرے ساتھ بڑھتے چلے آؤ تا کہ ہم کفر کے قلب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑ دیں اور باطل کو ہمیشہ کے لئے صفحہ عالم سے نیست و نابود کر دیں اور ان شاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ زمین اور آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں''۔

(الموعود۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 615،616)

محمد انیس دیالگڑھی

مکرم شیخ روشن دین تنویر صاحب

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شُد بعشق

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر روزنامہ الفضل ربوہ کے ایڈیٹر مکرم شیخ روشن دین تنویر صاحب مرحوم نے غم میں ڈوبا ہوا جو شذرہ سپردِ قلم کیا ہدیۂ قارئین ہے۔

کل 9 نومبر 1965ء ہم نے اپنے ہاتھوں سے اس مردِ عظیم کو سپرد خاک کیا ہے جس نے اکاون سال سات ماہ اور چوبیس روز تک خلافت المسیح الموعود علیہ السلام کے دوران اپنے کارناموں سے اسلام کی نشاۃ کے پودے کو پروان چڑھایا۔ وہ پودا جس کا بیج سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بویا جس کے لیے اپنے ہاتھ سے زمین تیار کی اور اپنے خون کی کھاد ڈالی اور جس نے سیّدنا حضرت خلیفہ اوّلؓ کے زمانہ میں زمین پکڑی۔ پھر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پودے کی آبیاری اور دیکھ بھال رات دن اس جانکاہی سے کی کہ پودا بڑھا شاخیں نکلیں۔ پتے اور کلیاں پھوٹیں، پھول کھلے اور شیریں ثمر نمودار ہوئے جن کی لذّت سے کام و دہن فیضیاب رہیں گے۔

آہ! کل ہم نے اس مردِ عظیم کو سپرد خاک کیا ہے جو کسی قوم میں صدیوں کے بعد ہی پیدا ہوتے ہیں۔ جو اپنے کارناموں سے قوم کی تاریخ کا رُخ موڑ دیتے ہیں اور جو مُردوں میں جان ڈال کر اس کو از سرِ نو زندہ اور فعّال بنا دیتے ہیں۔

آہ! ہم نے اپنے ہاتھوں سے اس مردِ عظیم کو سپرد خاک کیا ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا سے تحریک احمدیت کو ایک چلتی پھرتی تحریک بنایا جس نے آسودہ روحوں میں زلزلہ ڈال دیا۔ جس کو تمام دنیا کے کناروں نے محسوس کیا۔ وہ مردِ عظیم جس نے دینِ اسلام کے ممکنات کے چہرے سے بیشتر پردے ہٹائے جو امتدادِ زمانہ نے اس پر ڈال دیئے۔

آہ! ہم نے اس مردِ عظیم کو سپردِ خاک کیا ہے جس نے فرد فرد میں ایک نئی روح پھونک دی۔ جس نے سوئے ہوئے کے شانے جھنجوڑ کر بیدار کیا اور پھر ایک آگے بڑھنے والے قافلے کا تیز رَو فرد بنا دیا۔

آہ! سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو ہم نے سپردِ خاک کر دیا ہے جس کے نام کے ساتھ ہم ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعا لکھتے اور آج ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھ رہے ہیں اس لیے کہ وہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق ظاہر میں بھی اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا گیا ہے۔

آہ! ہم نے اس مردِ عظیم کو سپردِ خاک کیا ہے جس کے دینی اور ملّی کارنامے رہتی دنیا تک قوموں کی راہنمائی کرتے رہیں گے اور جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے کارکردگی کی جو راہ آپ نے متعین فرمائی ہے اور جو بنیادیں آپ نے استوار کی ہیں اس راہ پر چل کر اور ان بنیادوں پر ہی عمارت تعمیر ہو کر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا وہ محل تیار ہوگا جو اسلام کی منتہا اور مقصود ہے۔ اور آپ کے کارناموں میں اسلامی فکر کا وہ عملی لائحہ ہمارے سامنے رکھا گیا ہے۔ جس کی تکمیل قوم کو اس امن کی جنّت میں پہنچاتی ہے۔ جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔

بے شک ہم نے اس مردِ عظیم کو سپرد خاک کیا ہے۔ جس نے اپنی سانسوں سے مُردوں کو زندہ کیا۔ جس نے نکمّوں، سست پاؤں

حضرت مصلح موعودؓ کے انتہائی دائیں طرف مکرم شیخ روشن دین تنویر صاحب

کو لے کر انہیں کامرانیوں کی چوٹیوں پر چڑھنا سکھایا۔جس کی ہمہ گیر نگاہ جس فرد پر پڑتی اس کو سہارا دیتی۔ اس ہمہ گیر نگاہ اس ہمہ فہم و ذہانت اور ہمہ فکر دماغ کو سپردِ خاک کیا ہے۔ اس نور پاش چراغ کو سپردِ خاک کیا ہے جس کی شعاعیں راستوں کو قیامت تک روشن کرتی رہیں گی اور ہر رکاوٹ اور ٹھوکر سے بچ کر اور ہر طوفان سے صحیح وسلامت نکلنے اور فتنوں پر قہقہہ لگانے کو حوصلہ بخشتی رہیں گی۔

آہ! ہم نے اس مردِ عظیم کو سپردِ خاک کیا ہے جو شفقت و مہربانی کا خزانہ تھا جس کا غصہ اور خفگی بھی رافت و محبّت کی سرمایہ دار، جس کی جھڑکی میں بھی دُور اندیشی اور حکمت کے جواہرات تھے جو اس کشتی نوح کا عظیم ناخدا بنایا گیا تھا جو طوفانوں کا منہ پھیر دیتا ہے۔ جو خداتعالیٰ کے سہارے پر سمندروں کی موجوں اور گردابوں سے آنکھ ملا سکتا تھا اور ان کو چیلنج کر سکتا تھا اور خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ان کو شکست دیتا تھا۔

آہ! ہم نے اس مردِ عظیم کو سپردِ خاک کیا ہے جو زندہ جاوید ہے۔ جو عظیم غازی بھی ہے اور عظیم شہید بھی۔جس کی بیداری کا ایک ایک پل قوم کی ترقی کے لیے سوچنے میں گزرا۔ اور جس کی نیندیں قوم کی خوابیں دیکھنے میں بسر ہوئیں جو نیند میں بھی جاگتا تھا۔ اور جاگتا ہوا بھی دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر صرف قوم کی بہبودی کے سفنوں میں سرشار رہتا تھا۔ یہ کوئی مبالغہ آمیزی کی باتیں نہیں ہیں۔ حاشا وکلا یہ حقیقت بیانی بھی نہیں ہے کیونکہ ہمارے بیانوں کی کوتاہ دامنی حقیقت کو کماحقّہ سمیٹ ہی نہیں سکتی اور اگر کوئی فرد صرف اپنے تجربات ذاتی کو ہی صفحہ قرطاس پر بکھیرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ آشناؤں سے بڑھ کر آشنا تھا وہ ہر فرد کو ذاتی طور پر جانتا اور ہر ایک سے نہایت عزیز رازدار اور دوست کی طرح گھل مل سکتا تھا۔ وہ ایک طرف فرد فرد کے دل میں گھس کر اس کو فرد شناسی کا سبق سکھاتا تھا تو دوسری طرف اس کے دل میں محبّت کی جوَت جگا دیتا اور شفقت کی لَو لگا دیتا تھا۔

ہم نے اس مردِ عظیم کو سپردِ خاک کیا ہے کہ جس کی تقریریں سامعین کے دل میں اس طرح اتر جاتی تھیں جس طرح کلیوں سے پھول اور پھولوں سے شیریں ثمر بن جاتے ہیں۔

آہ! نادان کیا کہہ رہا ہے۔ کیا تو اس حُسن واحسان کے سمندر کے قطروں کو گننا چاہتا ہے۔جس کے ہر قطرے میں خوبیوں کے خزانے اور رحمتوں کے انبار ہیں۔ نادان! بس کر صرف اتنا ہی لکھ دے۔ کہ ہم نے اس مردِ عظیم کو سپردِ خاک کیا ہے جس کے متعلق خود سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ ''وہ حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا''۔

الغرض ہم نے اس قدرتِ ثانیہ کو دیکھا جس نے قدرت ثالثہ کی خوشخبری سنائی۔ ہماری آنکھیں عرشِ عظیم کے نور سے درخشاں ہوگئی ہیں جو آفتابِ حقیقت تک رسائی رکھنے والی ہیں۔ بے شک ہم نے اس مردِ عظیم کو آج سپردِ خاک کر دیا ہے مگر وہ ہمارے اور ہماری آنے والی نسلوں کے ساتھ تاابد زندہ رہے گا اور ہماری راہنمائی کرتا رہے گا، ان شاءاللہ العزیز۔

اے ہمارے رحیم وکریم خدا اے ہمارے ازلی ابدی آقا جس طرح اس دنیا میں تو نے اس کو اپنے رحم اور فضل سے نوازا۔ اسی طرح اپنے رحم اور فضل کے سایہ میں اس کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام میں جگہ عطا فرمانا، آمین ثم آمین۔

(روزنامہ الفضل 12 نومبر 1965ء صفحہ 2)

مکتبِ اسلام ان کا ہم بھلا سکتے نہیں

یہ بھی تیرا سانحہ اے گردشِ ایام ہے
موت کی وادی کا منظر حشر کا ہنگام ہے

پاک طینت راہرو اور ایک انبوہِ کثیر
سوگواروں کی جبیں ہے اور اک غم کی لکیر

آنسوؤں کا سیل آہیں، دمبدم اک اضطراب
یہ عناصر اور ان میں ڈوبتا اک آفتاب

سسکیاں، فریاد رنج و غم، قلق، آہ و فغاں
کہہ رہے ہیں مل کے سب فضل عمرؓ کی داستاں

داستاں بابِ عدم میں داستاں گو رہ گئے
جس قدر سختی مقدر نے عطا کی سہہ گئے

ہاں مگر پیغام ان کا ہم بھلا سکتے نہیں
مکتبِ اسلام ان کا ہم بھلا سکتے نہیں

درس جو ہم کو ملے اس زندگی کے طُور سے
زندۂ جاوید ہیں فضلِ عمرؓ کے نور سے

ناشرِ انوار ہے ہر اک پیامِ زندگی
نور لیتی ہے کہیں سے صبح و شامِ زندگی

ہم بہ صدق دل کریں گے جانشیں کا احترام
اور بھی مضبوط ہو گا زندگانی کا نظام

چھپ گیا ہے مہر لیکن روشنی موجود ہے
زندہ رہنے کے لیے اک زندگی[1] موجود ہے

ہم عقیدت مند ہیں اے اخترِ ثابت قدم
خدمتِ اسلام سے غافل کبھی ہوں گے نہ ہم

1- حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

(مکرم اختر گوبند پوری صاحب مرحوم)

پیشگوئی مصلح موعودؓ میں مذکورہ ایک عظیم الشان علامت

كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

(صادق محمد طاہر)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں انبیاء کی جو تاریخ بیان فرمائی ہے اس کے مطابق اُن انبیاء پر ایمان لانے والوں میں ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی فطرتِ سعیدہ میں صدیقیت کا مادہ ہوتا ہے اور وہ اپنی خداداد فراست سے ہی اس کی سچائی کو شناخت کر کے اس پر ایمان لانے کی سعادت پا لیتے ہیں اور ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس کی سچائی کے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے نشانات کا مطالبہ کرتے ہیں۔ سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے عاشقِ صادق سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت بھی یہی تاریخ دہرائی گئی جو قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کی صداقت پر مُہر تصدیق ثبت کرتی ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قادیان کے ہندوؤں نے نشان کا مطالبہ کیا کہ ہم آپ کے ہمسایہ ہونے کی وجہ سے نشان دکھائے جانے کے زیادہ حق دار ہیں اس مطالبہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اس پیارے مسیح و مہدی کو قبل از وقت ایسی بشارات عطا فرمائیں جن کے پورا ہونے کا ایک دنیا نے مشاہدہ کیا اور آج تک اُن کے پورا ہونے کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔

جہاں تک زیرِنظر موضوع کا تعلق ہے جس کے معانی یہ ہیں کہ ''گویا اللہ آسمان سے اُتر آیا'' اس پیشگوئی کے ایک ایک لفظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اُتر کر دلوں میں اس کی عظمت قائم فرما دی۔ اور جس عظیم موعود کے وجود میں یہ بشارات پوری ہوئی تھیں اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس بات کا پتہ دے رہا ہے

کہ قدرت کردگار نے اس سے جو کام لیا وہ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اس پیشگوئی کی علامات جس عظیم الشان وجود میں پوری ہوئیں اس فرزند دلبند گرامی ارجمند کا نام حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد ہے جو سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی ذرّیت ونسل ہے۔ اور چونکہ اس میں فنافی اللہ ہونے کا مفہوم ہے لہٰذا آپ کی سوانح کا مطالعہ کرنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ بچپن میں ہی لقاءِ الٰہی کی تڑپ آپ کے دل میں تھی۔ آپ کی عبادات، خداتعالیٰ کے وجود پر کامل ایمان وتوکل اور اس کے دین کے غلبہ کی خاطر بےقراری اور اپنے متبعین میں یہ جذبہ بیدار رکھنے کی خواہش بکلی آپ میں پائی جاتی تھی۔

چنانچہ سیّدنا حضرت المصلح الموعودؓ خود فرماتے ہیں:

''مَیں علمی طور پر بتلاتا ہوں کہ میں نے حضرت صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو والد ہونے کی وجہ سے نہیں مانا تھا بلکہ جب میں گیارہ سال کے قریب کا تھا تو مَیں نے مصمّم ارادہ کیا تھا کہ اگر میری تحقیقات میں وہ نعوذباللہ جھوٹے نکلے تو مَیں گھر سے نکل جاؤں گا مگر مَیں نے ان کی صداقت کو سمجھا اور میرا ایمان بڑھتا گیا حتیٰ کہ جب آپ فوت ہوئے تو میرا یقین اور بھی بڑھ گیا۔

اس سلسلہ میں یہ واقعہ بھی آپ کے ذہنی انقلاب کی نشاندہی کرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ''1900ء میرے قلب کو اسلامی احکام کی طرف توجہ دلانے کا موجب ہوا ہے اس وقت میں گیارہ سال کا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کوئی شخص چھینٹ کی قسم کے کپڑے کا ایک جُبّہ لایا تھا۔ مَیں نے آپ سے وہ جُبّہ لے لیا تھا کسی اَور خیال سے نہیں بلکہ اس لئے کہ اس کا رنگ اور اس کے نقش مجھے پسند تھے۔ مَیں اسے پہن نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے دامن میرے پاؤں سے نیچے لٹکتے رہتے تھے۔

جب مَیں گیارہ سال کا ہوا اور 1900ء نے دنیا میں قدم رکھا۔ تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مَیں خداتعالیٰ پر کیوں ایمان لاتا ہوں۔ اس کے وجود کا کیا ثبوت ہے۔ میں دیر تک رات کے وقت اس مسئلہ پر سوچتا رہا۔ آخر دس گیارہ بجے میرے دل نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایک خدا ہے وہ گھڑی میرے لئے کیسی خوشی کی گھڑی تھی۔ جس طرح ایک بچہ کو اس کی ماں مل جائے تو اسے خوشی ہوتی ہے اسی طرح مجھے خوشی تھی کہ میرا پیدا کرنے والا مجھے مل گیا۔ سماعی ایمان علمی ایمان سے تبدیل ہوگیا میں اپنے جامہ میں پھولا نہیں سماتا تھا۔ مَیں نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ایک عرصہ تک کرتا رہا کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو۔ اس وقت مَیں گیارہ سال کا تھا... مگر آج بھی اس دعا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ مَیں آج بھی یہی کہتا ہوں خدایا تیری ذات کے متعلق مجھے کبھی شک پیدا نہ ہو۔ ہاں اس وقت مَیں بچہ تھا اب مجھے زائد تجربہ ہے۔ اب مَیں اس قدر زیادتی کرتا ہوں کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق حق الیقین پیدا ہو۔

جب میرے دل میں خیالات کی وہ موجیں پیدا ہونی شروع ہوئیں۔ جن کا مَیں نے اوپر ذکر کیا ہے تو ایک دن ضحیٰ کے وقت یا اشراق کے وقت مَیں نے وضو کیا۔ اور وہ جُبّہ اس وجہ سے نہیں کہ خوبصورت ہے بلکہ اس وجہ سے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ہے اور متبرک ہے، یہ پہلا احساس میرے دل میں خداتعالیٰ کے فرستادہ کے مقدّس ہونے کا تھا، پہن لیا۔

تب مَیں نے اس کوٹھڑی کا جس میں مَیں رہتا تھا۔ دروازہ بند کرلیا اور ایک کپڑا بچھاکر نماز پڑھنی شروع کی اور مَیں اس میں خوب رویا، خوب رویا، خوب رویا اور اقرار کیا کہ اب نماز کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ اس گیارہ سال کی عمر میں مجھ میں کیسا عزم تھا! اس اقرار کے بعد مَیں نے کبھی نماز نہیں چھوڑی، گو اس نماز کے بعد کئی سال بچپن کے زمانہ کے ابھی باقی تھے۔ میرا وہ عزم میرے آج کے ارادوں کو شرماتا ہے۔ مجھے نہیں معلوم۔ مَیں کیوں رویا۔ فلسفی کہے گا اعصابی کمزوری کا نتیجہ ہے، مذہبی کہے گا تقویٰ کا جذبہ تھا۔ مگر مَیں جس سے یہ واقعہ گزرا کہتا ہوں مجھے معلوم نہیں۔ مَیں کیوں رویا؟ ہاں یہ یاد ہے کہ اس وقت میں اس اَمر کا اقرار کرتا تھا کہ پھر کبھی نماز نہیں چھوڑوں گا اور وہ رونا کیسا بابرکت ہوا! وہ افسردگی کیسی راحت بن گئی جب اس کا خیال کرتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ وہ آنسو ہسٹریا کے دَورہ کا نتیجہ نہ تھے۔ پھر وہ کیا تھے؟ میرا خیال ہے وہ شمسِ روحانی کی گرم کر دینے والی کرنوں کا گرایا ہوا پسینہ تھے۔ وہ مسیح موعود کے کسی فقرہ یا کسی نظر کا نتیجہ تھے۔ اگر یہ نہیں تو مَیں نہیں کہہ سکتا کہ پھر وہ کیا تھے''۔ (سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ 98-96)

پھر آپ کے بچپن کا ایک واقعہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت سیّد سرور شاہ صاحبؓ جن کو سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے استاد ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا، یوں بیان فرماتے ہیں:

''حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مجھ سے پڑھا کرتے تھے تو ایک دن مَیں نے کہا کہ میاں! آپ کے والد صاحب کو تو کثرت سے الہام ہوتے ہیں۔ کیا آپ کو بھی الہام ہوتا اور خوابیں وغیرہ آتی ہیں؟ تو میاں صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب! ''خوابیں تو بہت آتی ہیں اور مَیں ایک خواب تو قریباً روز ہی دیکھتا ہوں اور جونہی مَیں تکیہ پر سر رکھتا ہوں اس وقت سے لے کر صبح کو اُٹھنے تک یہ نظارہ دیکھتا ہوں کہ ایک فوج ہے جس کی مَیں کمان کر رہا ہوں اور بعض اوقات ایسا دیکھتا ہوں کہ سمندروں سے گزر کر آگے جاکر حریف کا مقابلہ کر رہے ہیں اور کئی بار ایسا ہوا کہ اگر مَیں نے پار گزرنے کے لئے اور کوئی چیز نہیں پائی تو سرکنڈے وغیرہ سے کشتی بناکر اس کے ذریعہ پار ہوکر حملہ آور ہوگیا ہوں۔ مَیں نے جس وقت یہ خواب آپ سے سنا اسی وقت سے میرے دل میں یہ بات گڑی ہوئی ہے کہ یہ شخص کسی وقت یقیناً جماعت کی قیادت کرے گا اور مَیں نے اسی وجہ سے کلاس میں بیٹھ کر آپ کو پڑھانا چھوڑ دیا۔ آپ کو اپنی کرسی پر بٹھاتا اور خود آپ کی جگہ بیٹھ کر آپ کو پڑھاتا۔ اور مَیں نے خواب سُن کر آپ سے یہ بھی عرض کر دیا تھا کہ میاں! آپ بڑے ہوکر مجھے بھُلا نہ دیں اور مجھ پر بھی نظر شفقت رکھیں''۔

(الفضل 16 فروری 1968ء بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ 152)

آپ کے مدرسہ تعلیم الاسلام کے ایک طالبعلم ساتھی حضرت مرزا احمد بیگ صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

''آپؓ کو بچپن کے زمانہ میں جب کہ وہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں میرے ساتھ پڑھتے تھے۔ آپ نے

ذکر فرمایا کہ اُن کو یہ آیت الہام ہوئی ہے۔ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ اور یہ بھی فرمایا کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کر دیا تھا کہ یہ یہ الہام مجھے ہوا ہے‘‘۔ (سوانح فضل عمر جلد جلد اوّل صفحہ 153)

رویت الٰہی کا شرف پانے سے متعلق سیّدنا المصلح الموعودؓ نے ایک خطبہ میں خود فرمایا:

’’مجھے آج تک تین معاملات میں خدا تعالیٰ کی رویت ہوئی ہے۔ پہلے پہل اس وقت کہ ابھی میرا بچپن کا زمانہ تھا۔ اس وقت میری توجہ کو دین کے سیکھنے اور دین کی خدمت کی طرف پھیرا گیا۔ اس وقت مجھے خدا نظر آیا اور مجھے تمام نظارہ حشر و نشر کا دکھایا گیا۔ یہ میری زندگی میں بہت بڑا انقلاب تھا‘‘۔

(الفضل 22 جنوری 1920ء، بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ 153)

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سوانح فضل عمر میں تحریر فرماتے ہیں:

’’معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہ احساس تھا کہ اس بچے کے ساتھ خدا تعالیٰ کا خاص تعلق اس کم عمری کے زمانہ ہی میں شروع ہو چکا ہے چنانچہ خود حضرت مرزا محمود احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں کلارک کا مقدمہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اَوروں کو دُعا کے لیے کہا تو مجھے بھی کہا کہ دعا اور استخارہ کرو۔ مَیں نے اس وقت رؤیا میں دیکھا کہ ہمارے گھر کے اردگرد پہرے لگے ہوئے ہیں۔ مَیں اندر گیا جہاں سیڑھیاں ہیں وہاں ایک تہ خانہ ہوتا تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ حضرت صاحبؑ کو وہاں کھڑا کر کے آگے اُپلے چن دیئے گئے ہیں اور اُن پر مٹی کا تیل ڈال کر کوشش کی جا رہی ہے کہ آگ لگا دیں۔ مگر جب دیا سلائی سے آگ لگاتے ہیں تو آگ نہیں لگتی۔ وہ بار بار آگ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر کامیاب نہیں ہوتے۔ میں اس سے بہت گھبرایا۔ لیکن جب مَیں نے اس دروازے کی چوکھٹ کی طرف دیکھا تو وہاں لکھا تھا کہ ’’جو خدا کے بندے ہوتے ہیں ان کو کوئی آگ نہیں جلا سکتی‘‘۔

(الفضل 16 فروری 1968ء بحوالہ جلد اوّل صفحہ 154-153)

مہدئ آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس عظیم فرزند کے لیے خدا کے حضور کیا ہی پُر حکمت انداز میں اپنے منظوم کلام میں استدعا کی۔ جسے خدائے قادر نے من وعن پورا فرمایا:

لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اِس کو عمر و دولت کر دُور ہر اندھیرا
دن ہوں مُرادوں والے پُرنُور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِيْ

اہلِ وقار ہوویں فخرِ دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اِک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِيْ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مندرجہ بالا اشعار میں مذکورہ دعاؤں کی قبولیت کا جلوہ سیّدنا مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زندگی میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔

اس بات کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ خود آپ کے دل میں اتر کر آپ کو اپنے پیارے مسیح کی جانشینی کے لئے تیار کر رہا تھا یہ بھی ہے کہ آپ کو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں بھی شامل فرما رہا تھا۔ ایک ایسے ہی واقعہ کا ذکر سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ تفسیر کبیر میں درج فرمایا۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا کہ اِنِّيْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِيْكَ بَغْتَةً۔ میں اپنی افواج کے ساتھ اچانک تیری مدد کے لیے آؤں گا۔ جس رات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا اسی رات ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آج یہ الہام ہوا ہے کہ اِنِّيْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِيْكَ بَغْتَةً۔ جب صبح ہوئی تو مفتی محمد صادق صاحب نے مجھے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو تازہ الہامات ہوئے ہوں وہ اندر سے لکھوا لاؤں۔ مفتی صاحب نے اس ڈیوٹی پر مجھے مقرر کیا ہوا تھا اور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تازہ الہامات آپ سے لکھوا کر مفتی صاحب کو لا کر دے دیا کرتا تھا تا کہ وہ انہیں اخبار میں شائع کر دیں۔ اس روز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب الہامات لکھ کر دئے تو جلدی میں آپ یہ الہام لکھنا بھول گئے کہ اِنِّيْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِيْكَ بَغْتَةً۔ مَیں نے جب ان الہامات کو پڑھا تو میں شرم کی وجہ سے یہ جرأت بھی نہ کر سکتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارہ میں کچھ عرض کروں اور یہ بھی جی نہ مانتا تھا کہ جو مجھے بتایا گیا تھا اسے غلط سمجھ لوں۔ اسی حالت میں کئی دفعہ میں آپ سے عرض کرنے کے لیے دروازہ کے پاس جاتا مگر پھر لوٹ آتا۔ پھر جاتا اور پھر لوٹ آتا۔ آخر میں نے جرأت سے کام لے کر کہہ ہی دیا کہ رات مجھے ایک فرشتہ نے بتایا تھا کہ آپ کو الہام ہوا ہے اِنِّيْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِيْكَ بَغْتَةً مگر ان الہامات میں اس کا ذکر نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ الہام ہوا تھا مگر لکھتے ہوئے میں بھول گیا۔ چنانچہ کاپی کھولی تو اس میں وہ الہام بھی درج تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر اس الہام کو بھی اخبار کی اشاعت کے لیے درج فرما دیا۔

(تفسیر کبیر جلد 14 صفحہ 77،78)

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کے حق میں پیشگوئی کی مذکورہ علامت کے لاتعداد واقعات تاریخ میں محفوظ ہیں جن کے تذکرہ کے لئے کئی کتب درکار ہیں۔ اخبار کی گنجائش کے پیش نظر اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے موقع عنایت فرمایا تو حسب موقع کچھ کا ذکر کیا جاتے رہے گا، ان شاء اللہ وباللہ التوفیق۔

آخر میں حضور رضی اللہ عنہ کے ایک نہایت ایمان افروز خطاب کا آخری حصہ درج کیا جاتا ہے۔ جس کے سننے اور پڑھنے والوں کے دل کی کیفیت بھی یہی گواہی دیتی ہے کہ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ اس کی آڈیو ریکارڈنگ بھی افراد جماعت کے پاس موجود ہے۔ اس میں سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے خدا تعالیٰ کی بادشاہت

باقی صفحہ 26 پر

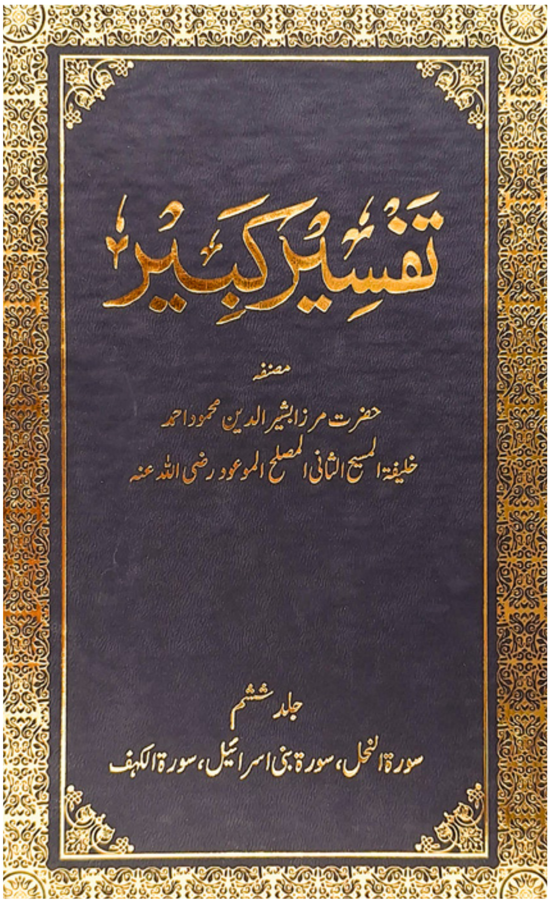

ارضِ مقدّس کے حقیقی وارث

از افاضات حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 19 نومبر 2023ء کو واقفاتِ نَو جماعت احمدیہ بیلجیئم سے آن لائن ملاقات کے دوران ارضِ مقدّسہ اور خدائی وعدہ جات کے متعلق سورۃ الانبیاء اور سورۃ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع کی منتخب آیات کی تفسیر کا مطالعہ تفسیر کبیر بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اس ضمن میں سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 9-7 کی تفسیر ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔

ثُمَّ رَدَدۡنَا لَکُمُ الۡکَرَّۃَ عَلَیۡہِمۡ وَاَمۡدَدۡنٰکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِیۡنَ وَجَعَلۡنٰکُمۡ اَکۡثَرَ نَفِیۡرًا۞

تفسیر: یعنی اس تباہی کے بعد پھر خداتعالیٰ نے تم کو نجات دی اور طاقت عطا کی اور یہ اس طرح ہوا کہ یہود کی اس تباہی کے بعد مید اور فارس کا بادشاہ بابل پر چڑھ آیا اور بنی اسرائیل اپنے ایک نبی کے حکم کے ماتحت اس کے ساتھ مل گئے اور اس نے ان کو قید سے آزاد کر دیا۔ اس کا تفصیلی ذکر سورۃ بقرہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں گذر چکا ہے۔

اس واقعہ کی نسبت حضرت موسیٰ نے ان الفاظ میں پیشگوئی کی تھی ''اور یوں ہوگا کہ جب یہ سب کچھ تجھ پر گذرے گا۔ برکت اور لعنت جنہیں مَیں نے تیرے آگے رکھا اور تو ان سب گروہوں میں جہاں جہاں خداوند تیرا خدا تجھ کو بھگائے انہیں یاد کرے گا اور تو خداوند اپنے خدا کی طرف پھرے گا۔ اور ان حکموں کے موافق جو آج میں نے تجھے کہے تُو اپنے بال بچوں سمیت اپنے سارے دل اور اپنے سارے جی سے اس کی آواز کو سُن لے گا۔ تب خداوند تیرا خدا تیری اسیری کو بدلے گا۔ اور تجھ پر رحم کرے گا۔ اور پھر کے تجھ کو ان سب گروہوں میں سے جن میں خداوند تیرے خدا نے تجھے تتر بتّر کیا تھا تجھے جمع کرے گا۔ اگر تجھ میں سے کوئی آسمان کی اس انتہا تک بھگایا گیا ہوگا تو خداوند تیرا خدا وہاں سے تجھے جمع کرے گا اور وہاں سے تجھے پھیر لائے گا۔ اور خداوند تیرا خدا تجھ کو اس زمین جس پر تیرے باپ دادے قابض ہوئے لائے گا اور تُو اس کا مالک ہوگا۔ اور وہ تجھ سے نیکی کرے گا اور تیرے باپ دادوں سے زیادہ تجھے بڑھائے گا'' استثنا باب 30 آیت 1 تا 5۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے پہلی تباہی کے بعد بنی اسرائیل کی دوبارہ بحالی کی خبر دی تھی اور اسی کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے اور اس بحالی کا حال یہ ہے کہ 445 قبل مسیح مید اور فارس کے بادشاہ نے جس نے بابل فتح کر لیا تھا۔ اس صلہ میں کہ یہود نے اس کی مدد کی تھی ان کو واپس یروشلم جانے کی اجازت دے دی۔ یہود کے ایک نبی نحمیاہ کو دوبارہ آباد کرنے کے لئے بھیجا گیا تا وہ یروشلم اور دوسرے یہودی مقامات کو دوبارہ آباد کریں اس بادشاہ کا نام خورس تھا اور انگریزی میں اسے سائرس لکھتے ہیں۔ اس نے نہ صرف یہود کو ان کے وطن میں واپس جانے کی اجازت دی بلکہ وہ سامان جو وہاں سے

نبوکدنضر لے گیا تھا وہ بھی ان کو واپس دے دیا۔ (عزرا باب 1 آیت 8، 7، 3، 2) (یہ عزرا وہی عزیر ہیں جن کا قرآنِ کریم میں ذکر آتا ہے کہ یہود انہیں خدا کا بیٹا کہتے تھے)

اِنۡ اَحۡسَنۡتُمۡ اَحۡسَنۡتُمۡ لِاَنۡفُسِکُمۡ ۟ وَ اِنۡ اَسَاۡتُمۡ فَلَہَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَۃِ لِیَسُوۡٓءٗا وُجُوۡہَکُمۡ وَ لِیَدۡخُلُوا الۡمَسۡجِدَ کَمَا دَخَلُوۡہُ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّ لِیُتَبِّرُوۡا مَا عَلَوۡا تَتۡبِیۡرًا ۝

تفسیر: اس آیت میں یہود کے دوسرے فساد کی خبر دی گئی ہے اور پھر اس کی سزا کا ذکر کیا گیا ہے۔ فساد ان کا حضرت عیسیٰ کو دکھ دینا تھا۔ اور سزا ان کا رومیوں کے ہاتھوں سے تباہ ہونا تھا۔ یہ واقعہ صلیب کے واقعہ کے ستر سال بعد کا ہے۔ گویا حضرت عیسیٰ کی زندگی میں ہی یہ واقعہ ہوا۔ کیونکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی عمر 120 سال تھی۔ اور تینتیس سال کی عمر میں وہ صلیب پر لٹکائے گئے تھے۔ (قاموس الکتاب زیر لفظ عہد نامہ کا تواریخی خاکہ)

اس عذاب کی تفصیل یہ ہے کہ ویسپسیئن (Vespasian) نامی ایک رومی جرنیل تھا اسے بادشاہ روم نے یہود کی سرکشیوں کی وجہ سے ان کی سرکوبی کا حکم دیا تھا۔ جب یہ اس حکم کے بجالانے میں مشغول تھا۔ اسے ایک کشف نظر آیا جس کی تعبیر اس نے یہ کی کہ مجھے روم واپس جانا چاہیے۔ کیونکہ وہاں سے فسادات کی خبریں آرہی تھیں۔ اس کے واپس لَوٹنے پر وہاں کچھ ایسے حالات پیدا ہوئے کہ اسے بادشاہ بنا دیا گیا۔ اور اس نے اپنے بیٹے ٹائٹس کو فلسطینی مہم کا افسر مقرر کر دیا۔ جس نے یروشلم کو 70ء بعد مسیح فتح کر کے اس کے گرائے جانے کا حکم دیا۔ اور شہر کی دیواروں اور مسجد کو گرا دیا گیا اور یہودی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ گو 135ء میں یہود نے پھر ایک ناکام بغاوت کی مگر وہ صرف چراغ سحری کے آخری شعلہ کی سی حیثیت رکھتی تھی۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیر لفظ Jew اور ہسٹوریننز ہسٹری آف دی ورلڈ)

اس واقعہ کی نسبت بائبل میں ان الفاظ میں حضرت موسیٰ کی پیشگوئی درج ہے۔ ''انہوں نے اجنبی معبودوں کے سبب اسے غیرت دلائی اور وہ اسے نفرتی کاموں سے غصے میں لائے۔ انہوں نے شیطانوں کے لئے قربانیاں گذرانیں نہ خدا کے لئے۔ بلکہ ایسے معبودوں کے لئے جن کو آگے وے نہ پہچانتے تھے۔ جو نئے تھے اور حال میں معلوم ہوئے اور ان سے تیرے باپ دادے نہ ڈرتے تھے۔ تو اس چٹان سے جس نے تجھے پیدا کیا غافل ہوا۔ اور اس خدا کو جس نے تجھے صورت بخشی بھول گیا۔ اور جب خداوند نے یہ دیکھا تو ان سے نفرت کی اس لئے کہ اس کے بیٹوں اور اس کی بیٹیوں نے اسے غصہ دلایا۔ اور اس نے یہ فرمایا کہ میں ان سے اپنا منہ چھپاؤں گا۔ تاکہ میں دیکھوں کہ انجام کیا ہوگا اس لئے کہ وہ کج نسل ہیں۔ ایسے لڑکے جن میں امانت نہیں انہوں نے اس کے سبب سے جو خدا نے مجھے غیرت دلائی اور اپنی واہیات باتوں سے مجھے غصہ دلایا۔ سو میں بھی انہیں اس سے جو گروہ نہیں غیرت میں ڈالوں گا اور ایک بے عقل قوم سے انہیں خفا کروں گا کیونکہ میرے غصے سے ایک آگ بھڑکی ہے جو اسفل جہنم تک جلے گی اور زمین کو اس کے پیداوار سمیت کھا جائے گی اور پہاڑوں کی بنیادوں کو جلا دے گی۔ میں ان کی بلاؤں کو ان کے اوپر بڑھاؤں گا اور ان پر اپنے تیروں کو خرچ کروں گا۔ وہ بھوک سے جل جائیں گے۔ اور سوزندہ گرمی اور کڑوی ہلاکت کے لقمے ہوں گے۔ میں ان پر درندوں کے دانتوں اور زمین کے زہردار سانپوں کو چھوڑوں گا۔ باہر سے تلوار اور اندر کے مکانوں سے خوف جوان کو اور کنواری کو بھی۔ شیر خوار کو اور سرسفید کو بھی ہلاک کریں گے''۔ استثناء باب 32 آیت 16 تا25۔ یہ پیشگوئی پہلی پیشگوئی کے بعد بلکہ اس پیشگوئی کے بھی بعد کہ پہلے فساد کے بعد اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو واپس یروشلم میں لے آئے گا۔ بیان ہوئی ہے جس سے ظاہر ہے کہ اس سے پہلے عذاب کے بعد ایک دوسرے عذاب کی خبر دی گئی ہے۔ اور یہ عذاب وہ دوسرا عذاب ہے جس کا ذکر قرآنِ کریم نے لَتُفۡسِدُنَّ فِی الۡاَرۡضِ مَرَّتَیۡنِ کے الفاظ میں کیا ہے۔

عَسٰی رَبُّکُمۡ اَنۡ یَّرۡحَمَکُمۡ ۚ وَ اِنۡ عُدۡتُّمۡ عُدۡنَا ۘ وَ جَعَلۡنَا جَہَنَّمَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ حَصِیۡرًا ۝

تفسیر: بنی اسرائیل کی کامل تباہی کی خبر دینے کے بعد اب قرآنِ کریم انہیں امید کا پہلو دکھاتا ہے اور فرماتا ہے کہ بائبل کا جہاں تک تعلق ہے تم ہمیشہ کے لئے ہلاک کر دئے گئے ہو مگر موسوی مذہب سے باہر ہو کر تمہاری ترقی کی راہ ابھی کھلی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ سے دوبارہ ترقی کرنے کا تمہاری قوم کو موقعہ دیا ہے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاؤ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہو جاؤ۔ لیکن اگر تم نے اس موقعہ سے بھی فائدہ نہ اُٹھایا تو اللہ تعالیٰ کی سزائیں دوبارہ تم کو آ گھیریں گی اور تم بالکل تباہ ہو جاؤ گے۔

دیکھو ان آیات میں یہودی قوم کو سمجھانے کے لئے کیسا احسن طریق اختیار کیا ہے خود ان کی کتب سے ان کی تباہی کی خبر دی ہے اور بتایا ہے کہ خود یہودی کتب کے مطابق اب کوئی مستقبل یہودیت کے لئے باقی نہیں۔ پس جب خود ان کی کتب ان کی ہلاکت کا فتویٰ دے چکی ہیں تو ان کو اس متروک راستہ کو چھوڑنے میں جسے خدا تعالیٰ چھڑوا چکا ہے عذر نہیں ہونا چاہیے اور اسلام کو قبول کر کے دینی و دنیوی انعامات حاصل کرنے چاہئیں۔ اس نئے راستہ کے متعلق بھی بائبل میں خبر موجود ہے۔

آنحضرتؐ کے متعلق پیشگوئی بائبل میں استثناء باب 33 آیت 1 تا 3 میں فرماتا ہے ''اور یہ وہ برکت ہے جو موسیٰ مردِ خدا نے اپنے مَرنے سے آگے بنی اسرائیل کو بخشی اور اس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔ ہاں وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ اس کے سارے مقدّس تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں کے نزدیک نزدیک بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے''۔

یعنی اللہ تعالیٰ فاران سے جلوہ گر ہونے والے نبی کے ذریعہ سے پھر یہود کی برکت کا سامان پیدا کرے گا۔ اگر وہ چاہیں تو ہدایت پاکر ترقی کر سکتے ہیں۔ یہ پیشگوئی تباہی کی خبر کے معاً بعد دوسرے باب میں بیان ہوئی ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ آیات مذکورہ بالا جہاں یہ بتا رہی ہیں کہ یہود کا مستقبل خود ان کی کتب کے رُو سے بالکل تاریک ہے وہاں مسلمانوں کو بھی توجہ دلائی ہے کہ مسلمانوں پر بھی اسی طرح دوبارہ ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے عذاب آئے گا۔

چنانچہ پہلا عذاب خلافت عباسیہ کے خاتمہ پر آیا۔ اس کا موجب بھی وہی تھا جو بائبل نے یہود کی تباہی کا موجب بتایا ہے۔ یعنے فرغانہ کی فتح کے بعد مسلمانوں نے کثرت سے وہاں کی خوبصورت لڑکیوں سے شادیاں کرلیں۔ یہ علاقہ بہت مشرک تھا۔ ان عورتوں کے اثر سے مسلمانوں میں بھی مشرکانہ عقائد پیدا ہونے لگے۔ اور اسلامی غیرت کمزور ہونے لگ گئی۔ آخر ایک وحشی قوم نے بغداد پر حملہ کر دیا جو اپنی وحشت اور اجنبیت کے لحاظ سے اسلامی ممالک اور ان کی تہذیب سے ویسی ہی بیگانہ تھی جیسی کہ بابل کی قوم جس نے فلسطین پر حملہ کیا تھا اٹھارہ لاکھ مسلمان صرف بغداد اور اس کے گرد و نواح میں قتل کیا گیا (الخلافۃ العباسیۃ لعبد الفتاح السر نجاوی صفحہ 296،297)۔ شاہی خاندان کے تمام لوگوں کو ان کی فہرستیں بنوا بنوا کر اور تلاش کر کر کے قتل کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ صرف ایک شخص بھاگ کر بچ سکا اور اسی کی نسل سے بہاولپور کے والیانِ ریاست ہیں ان کے علاوہ کوئی بھی خاندان ایسا نہیں جو اپنے آپ کو عباس کی طرف منسوب کرے (اس نوٹ لکھنے کے بعد مجھے معلوم ہوا ہے کہ یوپی میں عباسی خاندان کی بعض شاخیں موجود ہیں ان میں سے ایک نے مجھے اپنا شجرہ نسب بھی بھجوایا ہے)۔

دوسری تباہی آخری زمانہ کے وقت مقدر تھی جس کے آثار اب نمودار ہو رہے ہیں۔ عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا۔ العیاذ باللہ

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 290 تا 302)

افسردہ ہے، محزون ہے پھر ارضِ فلسطین

صدیوں کی ہے تاریخ ترے خون سے رنگین
اقوامِ امم چپ ہیں، حالات ہیں سنگین
خاموش ہیں، لب بستہ ہیں شاہان و سلاطین
برپا ہے ترے سینے پہ اِک رقصِ شیاطین
افسردہ ہے، محزون ہے پھر ارضِ فلسطین

کہنے کو یہ اُمت ہے، مگر اُمت مرحوم
ہمدردی و غمخواری کے اوصاف ہیں معدوم
گفتار کے غازی ہیں تو کردار سے محروم
اغیار کے ہاتھوں میں ہیں لاچار یہ محکوم
درماندہ ہیں مجبور ہیں بے حال ہیں مسکین
افسردہ ہے، محزون ہے پھر ارضِ فلسطین

ہیں تشنہ لب و خاک بسر، ظلم کے مارے
بیٹھے ہوئے چپ چاپ بس اللہ کے سہارے
محصور ہیں عرصہ سے سمندر کے کنارے
سہمے ہوئے معصوم ترے راج دلارے
ظالم کی مگر باقی ہے جذبات کی تسکین
افسردہ ہے، محزون ہے پھر ارضِ فلسطین

بارود فضاؤں میں، زمیں بوس مکاں ہیں
ہر چند کہ کہتے ہیں عدُو، اب بھی نہاں ہیں
ظالم کے نشانہ پہ مگر پیر و جواں ہیں
جو امن کے خوگر تھے، وہ سب آج کہاں ہیں
انصاف کے ایوانوں میں ہے عدل کی توہین
افسردہ ہے، محزون ہے پھر ارضِ فلسطین

ہے ظلم کا بازار گرم، وقتِ دعا ہے
بے گوروکفن لاشے ہیں، مغموم فضا ہے
جو ظلم بھی ممکن تھا وہ سب ان پہ روا ہے
دُکھ درد کے ماروں کی فقط آہ و بکا ہے
ہے چاک مرا سینہ و دل، درد سے غمگین
افسردہ ہے، محزون ہے پھر ارضِ فلسطین

(انیس رئیس۔ جاپان، بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

اِک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ

حضرت مصلح موعودؓ کی خدمتِ اسلام، اغیار کی نظر میں

اویس احمد نوید، مربی سلسلہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کا شرف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وعظمت کے اظہار کے لئے ایک موعود بیٹے کی خوشخبری دی تھی جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ خلیفۃ المسیح الثانی کی صورت میں پوری ہوئی۔ پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے پسر موعود کی 52 صفات بیان کی تھیں اور وہ تمام خوبیاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ذات میں موجود تھیں اور زمانہ اس پر گواہ ہے۔ آپ کی ذہانت وفطانت، علمی قابلیت، قوتِ فیصلہ، عزم وہمت اور قیادت وراہنمائی کا اعتراف اپنوں اور بیگانوں سبھی نے کیا۔ اس ضمن میں برصغیر کی چند ممتاز شخصیات کے تاثرات اور آراء ہدیہ قارئین کی جاتی ہیں۔

1919ء میں پروفیسر سیّد عبدالقادر صاحب ایم۔اے کی زیرِ صدارت اسلامیہ کالج لاہور میں جلسہ منعقد ہوا جس میں حضرت مصلح موعود نے ’’اسلام میں اختلافات کا آغاز‘‘ کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اس جلسہ میں پروفیسر صاحب نے آپ کا تعارف کرواتے ہوئے کہا:

’’حضرات! عام طور پر قاعدہ ہوتا ہے کہ جب کوئی صاحب لیکچر کے لئے تشریف لائیں تو صدر انجمن حاضرین سے ان کا تعارف کرواتا ہے۔ لیکن آج کے لیکچرار اس عزت، اس شہرت اور اس پایہ کے انسان ہیں کہ شاید ہی کوئی صاحب ناواقف ہوں۔ آپ اس عظیم الشان اور برگزیدہ انسان کے خلف ہیں جنہوں نے تمام مذہبی دنیا اور بالخصوص عیسائی عالم میں تہلکہ مچا دیا تھا‘‘۔

پروفیسر صاحب مذکور نے تقریر کے اختتام پر فرمایا:

’’میں نے بھی کچھ تاریخی اوراق کی ورق گردانی کی ہے۔ اور آج شام کو جب میں اس ہال میں آیا تو مجھے خیال تھا کہ اسلامی تاریخ کا بہت سا حصہ مجھے بھی معلوم ہے اور اس پر میں اچھی طرح رائے زنی کر سکتا ہوں لیکن اب جناب مرزا صاحب کی تقریر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مَیں ابھی طفل مکتب ہوں اور میری علمیت کی روشنی اور جناب مرزا صاحب کی علمیت کی روشنی میں وہی نسبت ہے جو اس لیمپ (جو میز پر تھا) کی روشنی کو اس بجلی کے لیمپ کی روشنی سے (جو اوپر آویزاں تھا) ہے۔

حضرات! جس فصاحت اور علمیت سے جناب مرزا صاحب نے اسلامی تاریخ کے ایک نہایت مشکل باب پر روشنی ڈالی ہے وہ انہیں کا حصہ ہے اور یہاں بہت کم لوگ ہوں گے جو ایسے ادق باب کو بیان کرسکیں۔ میرے خیال میں تو لاہور میں بھی ایسا کوئی شخص نہیں ہے...... میں خواہش کرتا ہوں کہ ایسے ایسے قابل انسان ہماری سوسائٹی میں ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسی زبردست علمیت اور شخصیت کا انسان ہماری سوسائٹی کا ممبر بن جائے تو سوسائٹی کو چار چاند لگ جائیں گے‘‘۔ (تاثرات قادیان صفحہ 161 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 23 صفحہ 214)

مولانا محمد علی جوہر صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت اسلام کے متعلق اپنے تاثرات اخبار ’’ہمدرد‘‘ 26 ستمبر 1927ء میں درج فرمائے۔ آپ لکھتے ہیں:

’’ناشکری ہوگی کہ جناب مرزا بشیرالدین محمود احمد اور ان کی اس منظّم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں، جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلااختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں۔ یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاست میں دلچسپی لے رہے ہیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی تنظیم تبلیغ وتجارت میں بھی انتہائی جدوجہد سے منہمک ہیں۔ اور وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظم فرقہ کا طرزِ عمل سواد اعظم اسلام کے لئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمتِ اسلام

کے بلند بانگ و در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعلِ راہ ثابت ہوگا۔ جن اصحاب کو جماعت احمدیہ قادیان کے اس جلسۂ عام میں جس میں مرزا صاحب موصوف نے اپنے عزائم اور طریق کار پر اظہار خیالات فرمایا شرکت کا شرف حاصل ہوا ہے وہ ہمارے خیال کی تائید کئے بغیر نہیں رہ سکتے''۔ (تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 614)

برصغیر پاک و ہند کے ممتاز دانشور، انشا پرداز اور مدیر رسالہ نگار نیاز فتح پوری صاحب نے حضرت مصلح موعود کی شہرۂ آفاق ''تفسیر کبیر'' کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ کی خدمت میں لکھا:

''تفسیر کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے اور میں اسے بڑی نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کی تبحرِ علمی، آپ کی وسعتِ نظر، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست، آپ کا حسنِ استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ میں کیوں اس وقت تک بے خبر رہا۔ کاش کہ میں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔ کل سورۃ ہود کی تفسیر میں حضرت لوطؑ پر آپ کے خیالات معلوم کرکے جی پھڑک گیا اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبور ہوگیا۔ آپ نے هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ کی تفسیر کرتے ہوئے عام مفسرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے اس کی داد دینا میرے امکان میں نہیں۔ خدا آپ کو تادیر سلامت رکھے''۔

(الفضل 17 نومبر 1963ء صفحہ 3)

جب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں آیا تو خواجہ حسن نظامی دہلوی کو حضورؓ کی شخصیت کا قریب سے مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ انہوں نے حضورؓ کی قلمی تصویر کھینچتے ہوئے لکھا:

''آواز بلند اور مضبوط ہے۔ عقل دور اندیش اور ہمہ گیر ہے۔ کئی بیویوں کے شوہر اور کئی بچوں کے باپ اور کثیر التعداد انسانوں کے راہنما ہیں۔ اکثر بیمار رہتے ہیں مگر بیماریاں ان کی مستعدی میں رخنہ نہیں ڈال سکتیں۔ انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کر کے اپنی مغلئی جوان مردی کو ثابت کر دیا اور یہ بھی کہ مغل ذات کارفرمائی کا خاص سلیقہ رکھتی ہے۔ سیاسی سمجھ بھی رکھتے ہیں اور مذہبی عقل اور فہم بھی۔ قوی ہیں اور جنگی ہنر بھی جانتے ہیں یعنی دماغی اور قلبی جنگ کے ماہر ہیں۔

(سالنامہ ''منادی'' 1936ء صفحہ 179-178 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ششم صفحہ 109)

نامور ادیب اور صحافی غلام رسول مہر صاحب نے ایک ملاقات میں حضرت مصلح موعودؓ کی خدمات کا تذکرہ شیخ عبدالماجد صاحب لاہور سے کیا۔ چنانچہ شیخ صاحب اس ملاقات کا احوال بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

میرے ہاتھ میں تاریخ احمدیت جلد ششم موٴلفہ مولانا دوست محمد شاہد تھی جس میں مربوط اور مبسوط طور پر ''آزادی کشمیر اور جماعت احمدیہ'' کا تذکرہ۔ حضرت اقدس مصلح موعودؓ کی زیرِ ہدایت وکلاء کی قربانیاں۔ کشمیر کے لیے عالمی پروپیگنڈا۔ احمدیہ فرقان فورس وغیرہ امور کا تذکرہ تقریباً تین صد صفحات پر محیط ہے۔ یہ کتاب مولانا کو پیش کی۔ خوش ہوئے۔ سرسری طور پر کہیں کہیں سے پڑھنے لگے۔ کہنے لگے۔ آپ لوگوں کی کسی کتاب میں اس عظیم الشان انسان کے عظیم کارناموں کی مکمل عکاسی نہیں ملتی۔ ہم نے انہیں قریب سے دیکھا ہے، کئی ملاقاتیں کی ہیں، پرائیویٹ تبادلہ خیالات کیا ہے۔ مسلم قوم کے لیے تو ان کا وجود سراپا قربانی تھا۔

فرمایا۔ ایک رات مجھے راتوں رات قادیان جاکر حضرت صاحب سے مشورہ کرنا پڑا۔ وہ سفر اب بھی آنکھوں کے سامنے ہے۔ انسانیت کے لیے اس شخص کے دل میں بڑا درد تھا اور جہاں کہیں مسلم قوم کی بہتری اور بہبودی کا معاملہ دَرپیش ہوتا آپ کی قابلِ عمل تجاویز ہمارا حوصلہ بڑھانے کا موجب بنتیں۔ ایسے موقع پر آپ کا رَواں رَواں قومی درد سے تڑپ اٹھتا تھا۔ فرقہ بازی کا تعصّب میں نے اس وجود میں نام کو نہیں دیکھا۔ مرزا صاحب بلا کے ذہین تھے۔ سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

مَیں نے پاک و ہند میں سیاسی نہ مذہبی لیڈر ایسا دیکھا ہے جس کا دماغ (PRACTICAL POLITICS) پریکٹیکل پالیٹکس میں ایسا کام کرتا ہو جیسا مرزا صاحب کا کام کرتا تھا۔ بے لوث مشورہ، واضح تجویز اور پھر صحیح خطوط پر لائحہ عمل۔ یہ ان کی خصوصیت تھی۔ مجھے ان کی وفات پر بڑا صدمہ ہوا...... افسوس! مسلمانوں نے مرزا صاحب کی قدر نہیں کی۔ سخت مخالفت کی آندھیوں کے باوجود میں نے مرزا صاحب کو کبھی افسردہ اور سرد مہر نہیں دیکھا۔ مرزا صاحب کے دل کی شمع ہمیشہ روشن رہی۔ ہم یاس و افسردگی کی تصویر بنے ان سے ملاقات کے لیے جاتے اور جب باہر آتے تو معلوم ہوتا کہ ناامیدی کے بادل چھٹ گئے ہیں۔ اور مقصد میں کامیابی سامنے نظر آ رہی ہے۔ وزنی دلیل دیتے اور قابل عمل بات کرتے اور پھر اس پر بس نہیں ہر نوع کی قربانی اور تعاون کی پیشکش بھی ساتھ ہوتی۔ جس سے ہم میں جرأت اور حوصلہ کے جذبات پیدا ہوتے۔

(ماہنامہ خالد نومبر دسمبر 1978ء صفحہ 69 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 23 صفحہ 199 تا 201)

امرتسر کی مسجد خیرالدین میں مولانا ظفر علی خاں نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ کے مخالفوں اور حریفوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا دھرا ہے...... تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا...... مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے اشارے پر اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے...... مرزا محمود کے پاس مبلّغ ہیں۔ مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اس نے اپنا جھنڈا گاڑ رکھا ہے''۔

(ایک خوفناک سازش مصنفہ مظہر علی اظہر صفحہ 196)

روزنامہ نوائے وقت لاہور نے آپ کی وفات کی خبر دیتے ہوئے دینی اور ملی خدمات کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

آپ نے ساری دنیا میں بالعموم اور افریقہ یورپ اور امریکہ میں بالخصوص احمدیہ مشن کھولے۔ اس سلسلہ میں آپ دو مرتبہ خود یورپ گئے۔ آپ نے کل 96 نئے مشن قائم کئے۔ یہ مشن افریقہ کے مغربی ساحل کے ملکوں

میں خصوصیت سے عیسائی مشنوں کے مقابلے میں کام کر رہے ہیں۔ تحریک پاکستان کے دوران مرحوم مرزا بشیرالدین محمود نے مسلم لیگ کی حمایت کی۔ 1922ء میں آریہ سماجیوں نے یوپی میں مسلمانوں کو ہندو بنانے کی مہم شروع کی تو مرزا صاحب نے ارتداد کو روکنے کے لئے کافی کام کیا۔ آپ نے قرآن پاک کا ایک درجن سے زائد زبانوں میں ترجمہ کروایا جن میں ڈچ، جرمن، انڈونیشین اور سواحیلی شامل ہیں۔ آپ 1931ء میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر بھی تھے۔ 1948ء میں آپ نے جہاد کشمیر میں حصہ لینے کے لئے رضاکاروں کی فرقان بٹالین تیار کر کے ہائی کمان کے سپرد کر دی۔ (نوائے وقت لاہور 9 نومبر 1965ء بحوالہ الفضل 16 فروری 2010ء)

مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی نے اپنے اخبار ''صدق جدید'' میں ایک تعزیتی شذرہ سپرد قلم فرمایا جس میں حضرت مصلح موعودؓ کی عظیم الشان اسلامی اور علمی خدمات پر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا:

''عقیدے ان کے جیسے بھی ہوں قرآن و علوم قرآنی کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں ان کا صلہ اللہ انہیں عطا فرمائے اور ان خدمات کے طفیل میں ان کے ساتھ عام معاملہ درگذر کا فرمائے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح تبیین اور ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے''۔ (صدق جدید 18 نومبر 1965ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 23 صفحہ 183،182)

مشہور صحافی محمد شفیع (م۔ش) نے حضرت مصلح موعودؓ کی وفات پر اپنے کالم مطبوعہ نوائے وقت میں لکھا:

مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے 1914ء میں خلافت کی گدی پر متمکن ہونے کے بعد جس طرح اپنی جماعت کی تنظیم کی اور جس طرح صدر انجمن احمدیہ کو فعال اور جاندار بنایا اس سے ان کی بے پناہ تنظیمی قوت کا پتہ چلتا ہے۔ اگرچہ ان کے پاس کسی یونیورسٹی کی ڈگری نہیں تھی لیکن انہوں نے پرائیوٹ طور پر مطالعہ کر کے اپنے آپ کو واقعی علامہ کہلانے کا مستحق بنا لیا تھا...... مرزا صاحب ایک نہایت سلجھے ہوئے مقرر اور منجھے ہوئے نثر نگار تھے اور ہر ایک اس موقع کو بلا دریغ استعمال کرتے تھے جس سے جماعت کی ترقی کی راہیں نکلتی ہوں۔ جماعتی نقطہ نگاہ سے ان کا یہ ایک بڑا کارنامہ تھا کہ تقسیم برصغیر کے بعد جب قادیان ان سے چھن گیا تو انہوں نے ربوہ میں دوسرا مرکز قائم کر لیا۔ (نوائے وقت 12 نومبر 1965ء بحوالہ الفضل 16 فروری 2010ء)

مؤرخ کشمیر کلیم اختر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی عظیم شخصیت کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے ''سیاسیاتِ کشمیر کا بانی اور کشمیریوں کا محسن و غمگسار رہنما حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد'' کے عنوان سے ایک مقالہ تحریر کیا۔ آپ لکھتے ہیں:

''میری ادنیٰ سی دانست میں میرزا بشیرالدین محمود احمد کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی عقل و فراست، حکمت و تدبر اور محنت اور جرأت سے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے عُمر عزیز صَرف کر دی۔ میرزا بشیرالدین محمود احمد۔ ایک فرقہ کے خلیفہ اور امام تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں اپنی جماعت کی تنظیم و تربیت، ضبط و نظم، نشر و اشاعت کے لئے جو کچھ کیا ہے اُس سے انکار ممکن نہیں ہے۔ گو ان کے لئے ان کا یہ کام مذہبی فریضہ، دینی عقیدہ اور ایمان کی حیثیت رکھتا تھا۔ مگر دینی و مذہبی مصروفیات کے علاوہ انہوں نے ہندی مسلمانوں کی سماجی، تعلیمی اور معاشرتی زندگی کے سنوارنے کے لئے جو کچھ کیا وہ لائق صد تحسین ہے...... کشمیری عوام کے لئے جب بھی ہندوستان اور اب پاکستان سے آواز بلند ہوئی حقیقت یہ ہے کہ اس میں میرزا صاحب (مرحوم و مغفور) کا ہمیشہ عمل دخل رہا۔ انہوں نے 1931ء میں تحریکِ حریت کشمیر کے آغاز سے بہت پہلے کشمیری عوام کی رستگاری کے لئے کوششیں کیں۔ اور برطانوی حکومت کو مہاراجہ کشمیر کے ناروا مظالم و تشدّد سے آگاہ کیا۔ اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ کشمیر کے مسئلہ آزادی کو غیر ممالک میں سب سے پہلے میرزا صاحب نے ہی پیش کیا......

کشمیر سے میرزا صاحب کو جو محبّت و عقیدت تھی۔ اس کے اظہار اور بیان کے لئے کئی کتابیں درکار ہیں۔ راقم الحروف کو ان سے گفتگو کرنے کا دو بار شرف حاصل ہوا۔ دونوں مرتبہ اس عظیم اور محبوب انسان نے اپنی علالتِ طبع کے باوجود کئی گھنٹے قصر خلافت میں ملاقات کا وقت دیا۔ ایک بار ہم بہت سے دوست مشہور اور مقتدر صحافی مولوی ظہور الحسن صاحب (جو میرے بڑے واجب الاحترام دوست اور بزرگ ہیں) کی وساطت سے ملے۔ میرزا صاحب سوئٹزرلینڈ سے تشریف لائے تھے۔ ڈاکٹروں نے مکمل آرام کا مشورہ دیا تھا۔ ہم نے ان سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ جو آپ نے قبول فرمائی۔ ان کے پرائیویٹ سیکرٹری نے کہا کہ ملاقات صرف دس منٹ کے لئے ہو گی۔ مگر جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ ان میں سے بہت سے لڑکے کشمیر کی ریاست کے رہنے والے ہیں۔ تو انہوں نے وقت کی پابندی ختم کر دی۔ آپ نے ہمیں کشمیر کی ریاست کی کہانی اور سیاست کے سارے اسرار و رموز سے آگاہ کیا...... کشمیر کے لئے انہوں نے کشمیر کمیٹی بنائی۔ چودھری ظفر اللہ خاں، شیخ بشیر احمد اور دیگر وکلاء کو کشمیریوں کے مقدمات کے لئے بھیجا اور جنگِ کشمیر کے دوران جماعت احمدیہ کی ''فرقان فورسز'' محاذ پر لڑتی رہیں۔ میرزا صاحب کو کشمیریوں کے مقدمہ میں جو دلچسپی اور اُنسیت تھی اس کا اندازہ اس بات سے ہی لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے ہمیشہ اس مسئلہ کو اوّلیت دی۔ اس کے لئے قربانیاں دیں اور اس کے لئے وہ وہ کچھ سنا اور برداشت کیا جو صرف اُن جیسے بڑے ظرف والا انسان ہی سن کر برداشت کر سکتا تھا۔ جماعت احمدیہ سے وابستہ لوگوں کو تو اس بات پر غم اور افسوس ہے کہ ان کا عظیم رہنما اور مذہبی پیشوا ان سے بچھڑ گیا ہے۔ اور مَیں آج حیران و غمگسار ہوں کہ سیاساتِ کشمیر کا بانی، کشمیریوں کا محسن اور ہمدرد اور ایک عظیم انسان جو ''مردِ مومن'' بھی تھا اور ''مردِ مجاہد'' بھی اس دنیا سے اُٹھ گیا ہے۔

(اخبار لاہور 22 نومبر 1965ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 23 صفحہ 188 تا 191)

ایڈیٹر حقیقت لکھنؤ مکرم انیس احمد صاحب عباسی بی۔اے کاکوروی نے حضرت مصلح موعودؓ کی غیر معمولی ذہانت اور سیاسی فراست کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا:

''امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی رحلت اس اعتبار سے ایک بڑا سانحہ ہے کہ ایک بہت ہی قابل اور ممتاز ہستی برصغیر سے اٹھ گئی۔ مذہبی اختلافات سے قطع نظر مرزا صاحب مرحوم کی ذات بہت سی صفات کی حامل تھی۔ ان کا تبحر علمی، حیرت انگیز ذہانت اور سیاسی فراست کا بہت سے ممتاز غیر احمدی افراد کو بھی اعتراف تھا۔ چنانچہ آج سے تقریباً تیس سال قبل مرزا صاحب مرحوم نے یوپی کے دورہ میں ایک روز دن بھر خان بہادر حافظ ہدایت حسین صاحب ایم۔ایل۔سی بیرسٹر مرحوم کے یہاں کانپور میں قیام کیا تھا۔ حافظ صاحب سے چند روز بعد جب ملاقات ہوئی تو راقم السطور نے ان کو مرزا صاحب کا بہت معترف پایا۔ حافظ صاحب فرماتے تھے کہ ایسے قابل وفاضل دماغ لیڈر اگر مسلمانوں میں چند ہی پیدا ہو جائیں قوم کی حالت سنبھل جائے۔ راقم السطور کو خود بھی کئی دفعہ مرزا صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور ہر دفعہ ان کی غیرمعمولی قابلیت، سیاسی بصیرت وفراست سے بہت متاثر ہوا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان میں وہ تمام جوہر تھے جو ایک بڑے قائد میں ہونے چاہئیں۔ مذہبی عقائد سے اختلاف رکھنے کی بناء پر کسی بڑی شخصیت کی اعلیٰ صفات اور اس کی قومی خدمات کی قدر ووقعت نہ کرنا بہت ہی افسوسناک کمزوری ہے''۔

(روزنامہ حقیقت لکھنؤ 10 نومبر 1965ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 23 صفحہ 183)

برصغیر کے ممتاز ادیب نازش رضوی صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے وصال پر اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے ایک چشم دید واقعہ اخبار میں شائع کیا کہ:

''1940ء میں مجھے ایک سیاسی مشن پر قادیان جانا پڑا۔ اس زمانے میں ہندو اپنی سنگھٹنی شرارتوں کا ایک خاص منصوبہ بنا رہے تھے۔ اس موقع پر مرحوم ومغفور امام صاحب جامع مسجد دہلی اور سیّدی ومولائی خواجہ حسن نظامی صاحب اور دیگر چوٹی کے مسلم اکابر نے مجھے نمائندہ بناکر بھیجا کہ حضرت صاحب سے اس باب میں تفصیلی بات چیت کروں اور اسلام کے خلاف اس فتنے کے تدارک کے لیے ان کی ہدایات حاصل کروں۔ یہ مشن بہت خفیہ تھا کیونکہ ہندوستان کے چوٹی کے مسلمان اکابر جہاں یہ سمجھتے تھے کہ ہندوؤں کے اس ناپاک منصوبے کا مؤثر جواب صرف حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ہی دے سکتے ہیں۔ وہاں وہ یہ ظاہر کرنا بھی نہیں چاہتے تھے کہ وہ حضرت صاحب کو اپنا رہبر تسلیم کرتے ہیں۔

مَیں اس سلسلے میں قادیان تین دن مقیم رہا اور حضرت صاحب سے کئی تفصیلی ملاقاتیں کیں۔ ان ملاقاتوں میں دو باتیں مجھ پر واضح ہوگئیں۔ ایک یہ کہ حضرت صاحب کو اسلام اور حضور سرورِ کائنات علیہ السلام سے جو عشق ہے اس کی مثال اس دَور میں ملنا محال ہے۔ دوسرے یہ کہ تحفظ اسلام کے لیے جو اہم نکات حضرت صاحب کو سوجھتے ہیں وہ کسی دیگر لیڈر کے ذہن سے مخفی رہتے ہیں۔ میرا یہ مشن بہت کامیاب رہا۔ اور میں نے دہلی جاکر جو رپورٹ پیش کی اس سے مسلم زعماء کے حوصلے بلند سے بلند تر ہوگئے''۔

نیز لکھا:

''افسوس! کہ وہ وجود جو انسانیت کے لیے سراپا احسان ومروت تھا آج اس دنیا میں نہیں۔ وہ عظیم الشان سپر آج پیوند زمین ہے جس نے مخالفین اسلام کی ہر تلوار کا وار اپنے سینے پر برداشت کیا مگر یہ گوارا نہ کیا کہ اسلام کو گزند پہنچے۔ آپ نے دنیا کے بے شمار ممالک میں چار سو کے قریب مساجد تعمیر کرائیں۔ تبلیغ اسلام کے لیے تقریباً ایک صد مشن قائم کیے جو عیسائیت کی بڑھتی ہوئی رَو کے سامنے ایک آہنی دیوار بن گئے۔ مختصر یہ کہ حضرت صاحب نے اپنی زندگی کا ایک ایک سانس اپنے مولیٰ کی رضا اور اسلام کی سربلندی کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ خدا ان سے راضی ہوا وہ خدا سے راضی ہوئے''۔

(روزنامہ ''الفضل'' ربوہ مورخہ 14 اپریل 1966ء صفحہ 3، 5)

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

بقیہ: کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ از صفحہ 19

زمین پر قائم ہونے سے متعلق اپنی تڑپ اور تمنا کا نہایت جلالی انداز میں ذکر فرمایا ہے۔

چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو، ہاں تم کو، ہاں تم کو خدا تعالیٰ نے پھر اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اُٹھیں تا کہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادتِ توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے۔ اسی غرض کے لئے مَیں نے تحریکِ جدید کو جاری کیا ہے اور اسی غرض کے لئے مَیں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔ سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ۔ محمد رسول اللہ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔ پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ مَیں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔ میری آواز نہیں۔ مَیں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں تم میری مانو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ''۔

(انوار العلوم جلد 24 صفحہ 339-338)

ملک بھی رشک ہیں کرتے، وہ خوش نصیب ہوں میں
وہ آپ مجھ سے ہے کہتا، نہ ڈر، قریب ہوں میں

قسط اوّل

خلافت اور جماعت کے باہمی پیار کا تعلّق

تقریر جلسہ سالانہ جرمنی 2023ء

مولانا عبدالسمیع خان صاحب، استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

خلافت احمدیہ اور جماعت احمدیہ کے درمیان محبت اور پیار کا وہی تعلق ہے جو الٰہی جماعتوں میں ہوتا ہے اور جس کا کامل نمونہ ہمیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے صحابہ میں نظر آتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کو ہم ہمیشہ ان کی دینی اور دنیاوی فلاح و بہبود کے لئے سرگرم عمل دیکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں روحانی لحاظ سے آسمان کے ستارے بنادیا اور دنیاوی لحاظ سے انہیں دنیا کی حکومتیں عطا کر دیں۔ دوسری طرف آپ صحابہ کو اپنی جان، مال، وقت، عزت، اولاد اور جذبات رسول اللہ ﷺ پر قربان کرتے ہوئے دیکھیں گے۔ حضرت زید بن دثنہؓ کا قول اس پر گواہ ہے جن کو کافروں نے ایک جنگ میں قید کرلیا اور انہیں شہید کرنے سے پہلے کہا کہ تمہیں یہ خیال نہیں آتا کہ تم گھر میں ہوتے اور تمہاری جگہ محمد (ﷺ) یہاں پر ہوتے اس صحابی نے غیرت سے جواب دیا کہ میں تو یہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ میں گھر میں آرام سے بیٹھا ہوں اور مدینہ کی گلیوں میں چلتے ہوئے میرے آقا محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں کانٹا بھی چبھ جائے۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا میں نے اس جیسی محبّت کبھی نہیں دیکھی۔ (سیرۃ ابن ہشام باب غزوۃ الرجیع)

یہ نظارے آج دنیا کو صرف جماعت احمدیہ میں نظر آتے ہیں۔ خلافت اور جماعت کا ایک ایسا روحانی تعلق ہے جس کی نظیر کسی اور انسانی تعلق میں نظر نہیں آتی اور اس کے گواہ آپ سارے لوگ ہیں۔ میرا یہ دعویٰ بلا دلیل نہیں ہر تعلق مشکل اور مصیبت میں آزمایا جاتا ہے آج ہم اسی حوالے سے اس سچائی کو پرکھیں گے۔

28 مئی 2010ء کو لاہور میں جماعت احمدیہ کی 2 مساجد پر حملہ کر کے 86 احمدیوں کو شہید کر دیا گیا۔ ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شہیدوں کے لواحقین کے زخموں پر مرہم رکھنے کے لئے ایک عظیم الشان فیصلہ فرمایا آپ نے تمام شہداء کے گھروں میں ٹیلی فون کر کے تعزیت کی اور تسلی دی۔ شہداء کی بیویاں اور اولاد کہتی ہیں کہ اس پیاری آواز نے ہمارے سارے دکھ دور کر دیئے اور سینے سکون سے بھر گئے۔ حضور کے اس فون کی خبر ربوہ میں ایک احمدی بچی کو ملی تو اس نے اپنے والد سے کہا کہ اگر آپ بھی شہید ہو جاتے تو ہمارے گھر بھی حضور کا فون آتا۔ اس والد نے کسی دوست سے ذکر کر دیا اور یہ بات چلتے چلتے حضور اقدس تک پہنچ گئی حضور نے اس احمدی بچی کا پتہ کروا کے اسے فون کیا اور اسے فرمایا کہ تمہیں اپنے والد کو شہید کرانے کی ضرورت نہیں میں اس کے بغیر بھی تمہاری خواہش پوری کر دیتا ہوں۔

حضرات! باپ اور بیٹی کا تعلق نہایت جذباتی ہوتا ہے مگر احمدی بیٹیاں اپنے امام کی ایک آواز سننے کے لیے باپوں کو قربان کرسکتی ہیں۔ دوسری طرف امام کہتا ہے کہ جب تک پاکستان میں تمام مقامات سے جمعہ کی نماز بخیریت گزر جانے کی اطلاع نہ ملے مجھے فکر رہتی ہے۔ حضور جمعہ کے دن خاص طور پر پاکستانی احمدیوں کے لئے دعاؤں میں مصروف رہتے ہیں اور بار بار ساری دنیا میں مظلوم احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک بھی کرتے رہتے ہیں۔
('خلافت'، مرتبہ حنیف احمد محمود صاحب آن لائن صفحہ 23)

پھر خلافت احمدیہ نے ان مظلوموں کی آبادکاری کا بیڑا اٹھایا۔ اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثر بہترین زندگی گزار رہے ہیں یہ حالات دیکھ کر پاکستان کے ایک بڑے سرکاری افسر نے ہمارے امیر ضلع راولپنڈی سے کہا کہ اے کاش ہمارا بھی کوئی اس طرح کا رہنما ہوتا جو ہمارے دکھوں کو سمیٹ لیتا۔

یہی وہ نعمت ہے جو رسول کریم ﷺ کے ذریعہ مسلمانوں کو عطا ہوئی تھی جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ:128)

یہ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں مگر مومنوں کے لئے ان کی رحمت کے چشمے ناپیدا کنار ہیں فرمایا تمہاری ہر تکلیف پر یہ وجود تڑپ اٹھتا ہے اور تمہارے لئے ہر خیر کے حصول کے لئے بے چین رہتا ہے اور خدا کی صفت رؤف اور رحیم کا مظہر کامل ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی بشارت دی تو اس کی بھی مرکزی خوبی یہی بیان فرمائی کہ

خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ، وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ، وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ، وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ۔ (صحیح مسلم کتاب الامارہ باب خیار الائمۃ حدیث نمبر 1855، المعجم الکبیر طبرانی جلد 18 صفحہ 63 حدیث نمبر 116)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے بہترین لیڈر وہ ہیں جن سے تم محبّت کرتے ہو اور وہ تم سے محبّت کرتے

ہیں اور وہ تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں اور تم ان کے لئے دعائیں کرتے ہو اور تمہارے بدترین لیڈر وہ ہیں جن سے تم نفرت کرتے ہو اور وہ تم سے نفرت کرتے ہیں تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔

پھر فرمایا أَلَا إِنَّ خِيَارَ أَيِمَّتِكُمْ خَيْرُ النَّاسِ وَشِرَارُ أَيِمَّتِكُمْ شِرَارُ النَّاسِ سنو تمہارے بہترین ائمہ انسانوں میں سے بہترین ہیں اور بُرے لیڈر لوگوں میں سے بدترین ہیں۔ (الاحاد والمثانی۔ ابن ابی عاصم۔ جلد 5 صفحہ 302 حدیث نمبر 2831)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بدری صحابہ پر خطبات میں خلفائے راشدین کے متعلق تفصیل سے بتایا ہے کہ وہ کس طرح مسلمانوں کے لئے محبّت سے پُر تھے آج یہ نعمت حضرت مسیح موعودؑ کے طفیل دوبارہ جماعت احمدیہ کو عطا ہوئی ہے اور جماعت اس کی برکتوں کا مشاہدہ کر رہی ہے دنیا کے کسی خطے میں کسی احمدی کو کوئی تکلیف ہو ان سب کے دکھ خلافت احمدیہ کے سینے میں جمع ہوتے ہیں اور وہاں سے دعاؤں کا چشمہ بہنے لگتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانہ میں ہندوستان کے علاقہ حیدر آباد دکن میں سیلاب آیا جس میں جماعت کے کچھ لوگ بھی متاثر ہوئے حضور بے قرار ہو گئے اور اس زمانہ میں متواتر تاریں دے کر احباب کی خیریت دریافت کی پھر بھی تسلی نہ ہوئی اور خاص طور پر ایک آدمی کو بھجوا۔ عام طور پر آپ جماعت کے لئے دعاؤں میں مصروف رہتے تھے مگر خاص طور پر جمعہ کے دن جمعہ کے بعد مغرب تک خصوصی دعاؤں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ ایڈیٹر الحکم کی گواہی ہے کہ مَیں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ جب آپ کے پاس ڈاک آتی ہے تو ایک ایک خط کو آپ اپنے ہاتھ میں لے کر دعا کرتے ہیں۔ (حیات نور صفحہ 422)

ایک رات حاکم دین صاحب نے بیوی کی تکلیف کا ذکر کیا تو حضور نے دعا کر کے کھجور دی انہوں نے جا کر بیوی کو کھلا دی وہ تھوڑی دیر بعد صحت یاب ہو گئی تو دونوں سو گئے مگر حضور ساری رات دعا میں لگے رہے صبح حاکم دین صاحب نے حضور کو بتایا تو فرمایا رات کو مجھے بھی بتا دیتے تو میں بھی کچھ دیر سو جاتا۔ (حیات نور صفحہ 642)

حضور 1910ء میں گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گئے تو جماعت کے لئے قیامت کا لمحہ تھا گھر کے باہر مردوں اور عورتوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا فرمایا ان سب سے کہہ دو کہ میں گھبراتا نہیں سب اپنے نام لکھوا دیں اور گھروں کو چلے جائیں میں ان کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ (حیات نور صفحہ 472)

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ بھی اسی سراپا محبّت جماعت کے روحانی باپ تھے اور اس بزرگ مسیح کے بیٹے تھے جو سخت سردی کی راتوں میں اپنے گرم کپڑے مہمانوں کو دے کر خوشی محسوس کرتا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے تو خلافت کا تعارف ہی اس طرح کروایا تھا کہ تمہارے لئے ایک شخص درد رکھنے والا، تمہاری محبّت رکھنے والا تمہارے لئے راتوں کو دعائیں کرنے والا ہے وہ تمہارے لئے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔ (برکات خلافت۔ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 158) اور یہ کام کسی انجمن کا نہیں صرف خدا کے خلیفہ کا ہے۔ حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مَیں دیانت داری سے کہہ سکتا ہوں کہ لوگوں کے لئے جو اخلاص اور محبّت میرے دل میں میرے اس مقام پر ہونے کی وجہ سے ہے جس پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے اور جو ہمدردی اور رحم میں اپنے دل میں پاتا ہوں وہ نہ باپ کو بیٹے سے ہے اور نہ بیٹے کو باپ سے ہو سکتا ہے''۔
(الفضل قادیان 04 اپریل 1924ء صفحہ 7)

قادیان سے پاکستان ہجرت کے دنوں میں مشہور ہو گیا کہ قادیان کے قریب کوئی جن ہے جو رات دیر گئے چلتا پھرتا ہے بعض لوگوں نے ٹوہ لگائی تو پتہ لگا یہ حضرت مصلح موعودؓ تھے جو رات کو چھپ کر گھر سے دور تنہائی میں جماعت کے لیے دعائیں کرتے تھے۔ حضور نے قادیان سے ہجرت سے پہلے احمدیوں کی امانتوں کو لاہور بھجوا دیا جس سے ہزاروں احمدیوں کو نئی زندگی شروع کرنے میں آسانی ہوگئی حضور ہندوستان سے پاکستان ہجرت کر کے آنے والے احمدیوں کے لئے خاص طور پر 25 روپے روزانہ صدقہ دیتے تھے ان کے آنے کے وقت قرآن کی تلاوت کرتے رہتے اور بے چینی کی وجہ سے بیٹھ نہیں سکتے تھے ٹہل کر پڑھتے تھے جب تک ان کی آمد کی خبر نہ مل جاتی۔ (الفضل 16 فروری 2000ء صفحہ 11)

لاہور میں راشن کی کمی تھی اور سب کارکنان کے لئے روٹی کا کوٹہ مقرر تھا جس کی حضور بھی پابندی کرتے تھے حضور کے ایک پوتے نے کہا کہ میرا اس سے پیٹ نہیں بھرتا فرمایا جو کوٹہ عام جماعت کے لئے ہے وہی تمہارے لئے بھی ہے میری آدھی روٹی تم کھا لیا کرو۔

حضرت مصلح موعودؓ کی ازواج میں ایک نے گھر میں قالین بچھایا وہ کوئی بہت قیمتی نہیں تھا ایک خاتون حضور سے ملنے آئی اور مٹی سے لت پت پاؤں لے کر اس قالین پر چڑھ گئی اور کام کے بعد واپس چلی گئی بعد میں حضور کو احساس ہوا کہ کسی گھر والے نے اس کا برا منایا ہے تو حضور نے فوراً ایک ملازمہ کو بلا کر فرمایا یہ قالین فوراً یہاں سے لے جا کر باہر پھینک دو یہ میرے اور میری جماعت کے درمیان حائل ہو رہا ہے۔ (الفضل انٹرنیشنل 24 مئی 2019ء صفحہ 69) صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ملتان میں ڈپٹی کمشنر تھے حضور وہاں تشریف لے گئے وہاں ان کے گھر قیمتی فرنیچر دیکھا تو فرمایا تمہارا قیمتی فرنیچر غریب اور کمزور احمدیوں سے ملاقات میں روک نہیں بننا چاہیئے۔
(روزنامہ الفضل ربوہ 16 فروری 2000ء صفحہ 11)

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی روایت ہے کہ جماعت کسی ابتلا سے گزر رہی ہوتی تو حضور بستر چھوڑ کر فرش پر سوتے جب تک کہ خدا کی طرف سے اشارہ نہ ہوتا۔ (روزنامہ الفضل ربوہ 16 فروری 2000ء)

حضورؓ کے بچے گھر سے باہر دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضور کے ایک لڑکے نے کسی لڑکی کو تھپڑ مار دیا۔ حضور نے دیکھ لیا۔ دونوں کو بلا لیا اور اس لڑکی سے کہا میرے بیٹے کے منہ پر اسی طرح تھپڑ مارو۔ اس لڑکی کی تو ہمت نہ پڑی مگر حضور نے اپنے بیٹے سے فرمایا میں اس کا بھی باپ ہوں اب اگر تم نے اس پر ہاتھ اٹھایا تو میں تمہیں سخت سزا دوں گا۔
(الفضل انٹرنیشنل 24 مئی 2019ء صفحہ 69)

اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرمایا کرتے تھے کہ خلافت اور جماعت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ خلیفہ ثالثؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری بیان کرتے ہیں کہ ایک احمدی بچی حضور کو اپنی کسی مشکل کے لئے روزانہ دعا کا خط لکھتی تھی ایک رات حضور دیر تک ٹہل رہے تھے پرائیویٹ

سیکرٹری نے پوچھا تو فرمایا آج اس بچی کا خط نہیں ملا اس کی وجہ سے پریشان ہوں۔

1974ء میں احباب جماعت جن دکھوں سے گزر رہے تھے ان میں ان کا محبوب خلیفہ بھی ساتھ تھا حضورؒ نے کئی کئی راتیں مسلسل جاگ کر دعاؤں میں گزاریں۔ مجھے صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب نے بتایا کہ ان دنوں وہ پرائیویٹ سیکرٹری تھے ایک دن گوجرانولہ سے امیر صاحب ضلع نے فون کیا کہ حضور کو اطلاع کر دیں کہ سب احمدی ایک جگہ اکٹھے ہیں دشمن نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے حضور دعا کریں۔حضور دعا میں لگ گئے تھوڑی دیر بعد فون آیا کہ خطرہ اور بڑھ گیا ہے۔ کچھ دیر بعد فون آیا کہ حضور کی خدمت میں ہمارا آخری سلام قبول ہو کیونکہ اب بچنے کی کوئی صورت نہیں۔حضور جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور قریبی کمرہ میں جاکر سجدہ میں گر گئے اور جب کافی دیر بعد اٹھے تو فون آیا کہ خطرہ ٹل گیا ہے اور سب احمدی خیریت سے ہیں۔ اس طرح خلافت کی بے قرار دعائیں موت کے منہ سے کھینچ لائیں۔

1974ء کے حالات میں احمدی لُٹے پٹے ربوہ میں آتے تھے طبعی طور پر افسردہ اور بے چین چہروں کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملتے تھے اور ہنستے مسکراتے چہروں کے ساتھ باہر آتے تھے۔ وہ کیا چیز تھی جو ان کے چہروں کی زردی کو سرخی میں بدل دیتی تھی وہ ایک باپ کی محبت تھی ایک ٹھنڈا سایہ تھا وہ پیار کا چشمہ تھا جس میں سارے غم ڈھل جاتے تھے۔

بعد میں جب یہی احمدی یورپ اور کینیڈا میں آباد ہونے لگے تو خلافت احمدیہ پھر ان کی مدد کے لیے آئی اور ہزاروں لوگوں کی آباد کاری میں پوری معاونت کی آپ میں بھی سینکڑوں لوگ اس احسان کے ذاتی طور پر گواہ ہیں۔

رسالہ لاہور کے مخلص احمدی ایڈیٹر ثاقب زیروی صاحب اور رسالہ کے غیر احمدی پرنٹر میاں محمد شفیع صاحب پر سرگودھا میں مقدمہ دائر ہوا۔ وہ لاہور سے سرگودھا جاتے ہوئے ربوہ میں رُکے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے رات کا کھانا پیش کیا اور دعا کر کے جاتے ہوئے فرمایا آپ جلد بری ہو جائیں گے۔ میاں محمد شفیع کہنے لگے بری تو ہو جائیں گے مگر تین سال بعد۔ صبح سرگودھا پہنچے تو عدالت نے حیرت انگیز طور پر باعزّت بری کر دیا واپس دوپہر کو ربوہ آئے حضور کو اطلاع دی تو حضور فکرمندی سے ٹہل رہے تھے۔ فرمایا ہم نے ابھی کھانا نہیں کھایا آپ بیٹھیں میں نفل پڑھ کے آتا ہوں میاں محمد شفیع یہ سن کر دھاڑیں مار کر رونے لگ گئے کہ مجھ پر آج یہ راز کھلا ہے کہ تم اپنے امام کے اس قدر شیدائی کیوں ہو ایسی محبّت تو مَیں نے سگے والدین میں بھی نہیں دیکھی۔ (ماخوذ از 'تجربات جو ہیں امانت حیات کی'، الفضل آن لائن 28 مئی 2022ء صفحہ 13)

خلافتِ رابعہ میں کلمہ مہم کے دوران گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوا اور سینکڑوں احمدیوں نے امام کی آواز پر کلمہ طیّبہ کی محبّت میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔حضور کا دل ہر ایک کے ساتھ دھڑکتا تھا خطبات میں ان کا ذکر کرتے ہوئے آواز بھرا جاتی۔ ان کو تسلّی دینے کے لئے طویل خط لکھتے ایک بار حضور کو مچھلی پیش کی گئی تو حضور کو ان مظلوموں کی یاد آ گئی آپ نے پیغام بھجا کہ جیسے بھی ممکن ہو ان اسیران کو بھی مچھلی فراہم کی جائے اور ہر قیمت پر کی جائے چنانچہ اللہ کے فضل سے اس کی تعمیل کی گئی اور ان اسیران کی آنکھوں سے دریا بہہ پڑے۔

وہ اشک بن کے مری چشم تر میں رہتا ہے
عجیب شخص ہے پانی کے گھر میں رہتا ہے

اسیران ساہیوال کو موت کی سزا سنائی گئی تھی ان کا درد تو حد سے زیادہ تھا ان کے لیے مشہور نظم بھی کہی۔

جو درد سسکتے ہوئے حرفوں میں ڈھلا ہے
شاید کہ یہ آغوش جدائی میں پلا ہے

اس دردناک نظم کے آخری شعروں نے تو کہرام مچا دیا۔

خیرات کر اب ان کی رہائی مرے آقا
کشکول میں بھر دے جو مرے دل میں بھرا ہے

حضور نے یہ نظم اپنی آواز میں ریکارڈ کر کے اسیران کو جیل میں بھجوائی۔حضور کو اس دعا کی قبولیت کی خبر ایک رویا میں دی گئی اور غیر معمولی حالات میں یہ سب اسیر رہا ہو کر حضور سے آملے اور کئی آج اس جلسہ جرمنی میں خلافت اور جماعت کی بے نظیر محبّت کی گواہی دے رہے ہیں۔

1984ء میں حکومتی پابندیوں کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو پاکستان سے لندن ہجرت کرنی پڑی۔ 26 اپریل کو آرڈیننس جاری ہوا۔ 27 کو جمعہ تھا۔حضورؒ نے وکلاء کے مشورہ پر مسجد اقصیٰ میں جمعہ نہیں پڑھایا اور ایک اور صاحب نے جمعہ پڑھایا مگر آپ خطبہ سے پہلے منبر پر تشریف لائے اور صرف ہاتھ سے سلام کا اشارہ کیا۔ مَیں نے دیکھا کہ حضور نے دائیں سے بائیں طرف ہاتھ ہلایا زبان خاموش تھی مگر آنکھوں کی سرخی اور نمی مجھے صاف نظر آ رہی تھی۔لوگوں کے لئے یہ ناقابلِ برداشت تھا کہ ان کا محبوب امام ان کے سامنے منبر پر کھڑا ہو اور اس کو سلام کرنے کی اجازت نہ ہو مسجد میں نمازیوں کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے اور ہلکی سسکیوں کی آواز اونچی ہوتی گئی یہ سلسلہ خطبہ اور نماز کے دوران بھی جاری رہا نماز کے بعد حضورؒ پھر منبر پر تشریف لائے اب آہوں کا طوفان رکنے والا نہیں تھا۔

ہجرت سے ایک رات پہلے آپ نے مغرب کی نماز مسجد مبارک میں پڑھانے کے بعد احباب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ مَیں اس مجلس میں موجود تھا فرمایا مَیں نے آپ کو اس لئے نہیں بٹھایا کہ مَیں کوئی تقریر کرنا چاہتا ہوں میں صرف آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ کو دیکھنے سے میری آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو تسکین ملتی ہے مجھے آپ سے پیار ہے۔حضورؒ یہ کہہ کر چلے گئے اور اس کے بعد مسجد میں آنسوؤں کا طوفان برپا ہو گیا۔حضورؒ لندن پہنچ گئے مگر اہل پاکستان کی سب سے بڑی کمی حضورؒ کا خطبہ جمعہ تھا ہم لندن سے آنے والے ہر شخص سے سب سے پہلے حضور کا حال پوچھا کرتے تھے جماعت حضورؒ کو سننے اور حضور جماعت سے ملنے کے لیے بے تاب تھے پہلے آڈیو کیسٹس کا سلسلہ شروع ہوا مگر دل تسلی نہیں پاتے تھے پھر ویڈیوز آنی شروع ہوئیں تو پیاس اور بڑھ گئی تب خدا نے آسمان سے ایم ٹی اے کا نظام جاری کیا۔ یہ ہمارے لئے محض ٹی وی سٹیشن نہیں ہے یہ جماعت اور خلیفہ وقت کی محبّت کی لہروں کا نقطۂ وصال ہے وہ شخص جسے خدا کے سامنے آہوں اور سسکیوں کے ساتھ رخصت کیا تھا وہ ہمارے گھروں میں اُتر آیا۔

ہوا کے دوش پہ لاکھوں گھروں میں دَر آیا
نکل گیا تھا جو گھر سے کبھی خدا کے لئے

(باقی آئندہ ان شاءاللہ)

رپورٹس: مکرم اسامہ احمد صاحب مربی سلسلہ و
معتمد مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی

آگے بڑھتے رہو دَم بدم دوستو!

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے پروگرامز

نئے سال کے موقع پر نماز تہجد اور وقارِعمل

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے زیر انتظام سالِ نَو کے آغاز پر حسب سابق تمام مجالس میں نماز تہجد کا اہتمام کیا گیا جس میں 266 مجالس کے 4980 خدام اور 1206 اطفال شامل ہوئے۔ نمازوں کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی کا پیغام سنایا گیا۔ اکثر مقامات پر احباب جماعت کے لئے ناشتے کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ بعدازاں وقارِعمل کیا گیا جس میں سال نو کے استقبال کے لئے مقامی افراد کی طرف سے کی جانے والی آتش بازی سے پیدا ہونے والے کوڑا کرکٹ کی صفائی کی گئی۔ خدمتِ خلق کے اس کام کو مقامی شہری انتظامیہ اور شہریوں کی طرف سے سراہا گیا۔ وقارِعمل میں 3778 خدام اور 978 اطفال نے حصہ لیا۔ رپورٹ کے مطابق اس وقارِعمل میں پورے جرمنی میں 3192 کوڑے کی بوریاں جمع ہوئیں۔

نیشنل تربیتی کلاس

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے 23 تا 28 دسمبر 2023ء کو اپنی انیسویں نیشنل تربیتی کلاس جامعہ احمدیہ جرمنی میں منعقد کرنے کی توفیق پائی جس میں 275 خدام نے شمولیت اختیار کی۔ خدام کو 7 کلاسز میں تقسیم کیا گیا جبکہ 14 طلباء جامعہ احمدیہ Mentor کے طور پر تربیتی کلاس کے دوران خدام کے ساتھ رہے اور اخوت اور دوستانہ ماحول میں خدام کی تعلیم وتربیت اور راہنمائی کرتے رہے۔ نیز خدام کو تہجد، تلاوت اور نمازوں کی تلقین کے ساتھ ساتھ روزانہ ورزش کی ترغیب بھی دلاتے رہے۔ کلاس کے دوران خدام کو تفسیر، کلام، تاریخ اسلام اور تاریخ احمدیت کے مضامین پڑھائے گئے۔ اسی طرح ورزش کے لئے فٹبال، والی بال، باسکٹ بال، ٹیبل ٹینس، کرکٹ، تیراکی، ذاتی تحفّظ اور پنجہ آزمائی کا انتظام کیا گیا۔

ہر شام بزرگان سلسلہ کے ساتھ خصوصی نشستیں منعقد ہوتی رہیں۔ ایک نشست میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی اجازت سے محترم حافظ اعجاز احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ انگلستان نے شرکت کی۔ دیگر نشستوں میں نیشنل امیر صاحب جرمنی، مکرم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج جرمنی اور مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی شامل ہوئے۔

تربیتی کلاس کے آخر پر تمام خدام کا امتحان لیا گیا۔

28 دسمبر 2023ء کو تربیتی کلاس کی اختتامی تقریب ہوئی جس میں مکرم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی نے شرکت کی۔

نیشنل تبلیغ سیمینار

مؤرخہ 23 تا 25 دسمبر 2023ء مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کو نیشنل تبلیغ سیمینار ناصر باغ، گروس گیراؤ میں منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں 1131 خدام کو شامل ہونے کی توفیق ملی۔ اس سیمینار میں مندرجہ ذیل علماء نے لیکچرز دیئے۔

مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی، مکرم سعید عارف صاحب مربی سلسلہ، مکرم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج جرمنی، مکرم شرجیل خالد صاحب مربی سلسلہ، مکرم افتخار ملک صاحب، مکرم طارق ہیوبش صاحب، مکرم طاہر چوہدری صاحب، مکرم حافظ اعجاز احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ یوکے، مکرم افتخار احمد صاحب مربی سلسلہ، مکرم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی، مکرم حسنات احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی، مکرم منیر عودہ صاحب ڈائریکٹر ایم ٹی اے انٹرنیشنل، مکرم باسل اسلم صاحب مربی سلسلہ، مکرم شعیب عمر صاحب مربی سلسلہ، مکرم رضی اللہ نعمان صاحب مربی سلسلہ، مکرم پروفیسر نبیل اسلم صاحب، مکرم عبدالقدوس عارف صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے۔

لیکچرز کے علاوہ مکرم عدیل خالد صاحب مربی سلسلہ اور مکرم راشد پاک ترک صاحب مربی سلسلہ کے ساتھ ایک مجلس سوال وجواب کا انعقاد کیا گیا۔ ان ایام میں مجلس انصار سلطان القلم کی طرف سے خدام کے لئے تبلیغ ورکشاپس کا انعقاد بھی کیا گیا۔

Chemnitz میں وقارِعمل کے بعد

نیشنل تربیتی کلاس کے شرکاء جامعہ احمدیہ جرمنی میں

نیشنل تبلیغ سیمینار کے شرکاء عہد دہراتے ہوئے

Jüdische Allgemeine

01. FEBRUAR 2024 – 22. SCHWAT 5784

OLITIK JÜDISCHE WELT ISRAEL UNSERE WOCHE KULTUR RELIGION GEMEINDEN ABO

TERROR

Islamisten planten Anschlag auf den Kölner Dom: Polizei erhöht Schutz

Sicherheitsbehörden melden: Islamisten planten Anschlag auf Kölner Dom!

RTL

Kölner Dom
dpa, Oliver Berg

23. Dezember 2023 um 22:24 Uhr

Sicherheitsbehörden haben Hinweise auf einen Anschlagsplan einer islamistischen Gruppe auf den Kölner Dom.

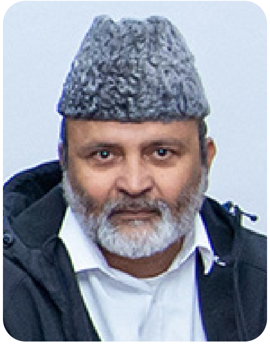

محمد انیس دیالگڑھی

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحُجّت پامال

اگر آپ کو جرمنی کے چوتھے بڑے شہر کولون جانے کا اتفاق ہو تو مرکزی ریلوے سٹیشن سے باہر نکلتے ہی آپ کی نظر ایک بلند و بالا عمارت پر پڑے گی جو جرمن زبان میں Kölner Dom کہلاتی ہے یعنی کولون کا کیتھیڈرل۔ جرمنی کے شیر دریا ''رائن'' کے کنارے واقع اس تاریخی Dom کی تعمیر چھ سو سال سے زائد عرصہ تک جاری رہنے کے بعد 1880ء میں مکمل ہوئی۔ یہ اپنی اونچائی میں جرمنی کا دوسرا بڑا Dom ہے۔ دُنیا بھر سے اس کلیسا کو دیکھنے کے لئے ہر سال لاکھوں لوگ کولون آتے ہیں۔

دسمبر 2023ء کے آخر میں Köln کا یہ کلیسا خبروں کا مرکز بنا رہا۔ کیونکہ چند دہشت گردوں نے اسے تباہ کرنے کی دھمکی دی اور بعض خبروں کے مطابق منصوبہ بھی بنایا تھا۔ افسوس اس امر کا ہے کہ یہ لوگ خود کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ اسلام ہر مذہب کی عبادت گاہ کے تحفّظ اور تعظیم و تکریم کا حکم دیتا ہے اور ہر اسلامی حکومت کا فرض قرار دیتا ہے کہ وہ ہر مذہب کی عبادت گاہ کو تحفظ فراہم کرے۔

یہ خبر سنتے ہی کولون کے ریجنل مربی سلسلہ مکرم مولانا محمود احمد ملہی صاحب نے فوراً جماعت احمدیہ کی نمائندگی میں اس کی حفاظت کے لئے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ اس کے لئے موصوف نے ہنگامی طور پر بینرز تیار کروائے اور احمدی خدام و انصار کو جمع کر کے کہا کہ اسلام تمام عبادت گاہوں کے تحفظ کی تعلیم دیتا ہے لہٰذا ہم عملاً بھی اس کام کو انجام دیں گے۔ پھر متعلّقہ انتظامیہ سے رابطہ کر کے اپنے پروگرام سے آگاہ کیا اور اپنے ساتھیوں کو Dom پر لے جاکر کھڑے ہو گئے اور اعلان کیا کہ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ انہوں نے بڑے بڑے بینرز اُٹھا رکھے تھے جن پر بزبان جرمن جلی حروف میں لکھا تھا:

"مَیں مسلمان ہوں اور میرا فرض ہے کہ عبادت گاہوں کو تحفظ دوں لہٰذا مَیں چرچ کی حفاظت کروں گا''۔

احمدیوں کے اس ردِّ عمل سے دہشت گردی کی منفی خبر فوراً مثبت خبر میں بدل گئی اور بہت سے اخبارات اور TV چینلز کے نمائندے وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے ان دیوانوں کی تصاویر نشر کرنی شروع کر دیں اور اس قدر جلد یہ خبر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر شہرت پکڑ گئی کہ خاکسار جب کام سے گھر واپس لَوٹا تو میرے جرمن ہمسائے کلاؤس وولف نے مجھے کہا کہ آج تو تم لوگوں نے کمال کر دیا۔ مَیں نے حیرت و استعجاب کے عالم میں پوچھا کہ کونسا کمال؟ تو اُس نے مجھے اس کی تفصیل بتائی۔ خاکسار نے فوراً مکرم ملہی صاحب مربی سلسلہ کولون کو فون کیا تو انہوں نے اس واقعہ اور پروگرام کی تفصیل بتائی کہ وہاں اس قدر اخباری نمائندے اور TV رپورٹر آ گئے تھے کہ وقت کا احساس رہا اور نہ ہی کھانے پینے یا کسی سے رابطہ کرنے کا موقع ملا۔ اس طرح سے ہر قسم کے ذرائع ابلاغ پر اس خبر کا بہت چرچا ہوا ہے اور ہر شخص کی زبان پر ہے کہ اسلام کی نہایت خوبصورت تصویر تم لوگوں نے اپنے عمل

سے پیش کی ہے۔جس سے دہشت گردی والی اُس منفی خبر کا اثر ختم ہوگیا ہے بلکہ اب خبریں سراسر اسلام کے حق میں ہوگئی ہیں اور ہر طرف یہ شہرت ہو رہی ہے کہ مسلمان چرچ کی حفاظت کر رہے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ آج صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو اسلام کی خوبصورت، پُرامن اور محبّت کی تعلیم دنیا میں پھیلا رہی ہے اور خدا اس جماعت کی خاطر ہوا کا رُخ ہی بدل دیتا ہے اور خود احمدیت کا پیغام چہار دانگ عالم میں پھیلا رہا ہے۔ حیرت ہے ان لوگوں پر جو احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے حالانکہ احمدی خود کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور اسلام اور بانی اسلام ﷺ کی تعلیم کو دل و جان سے مانتے اور اس پر عمل کر کے بھی دکھاتے ہیں اور اسلام اور رسول کریم ﷺ کی طرف چلنے والا ہر تیر اپنے سینے پر لیتے ہیں اور عزم لئے ہوئے ہیں کہ جب تک جان ہے ہم طلحہ کا ہاتھ بن کر رسول کریم ﷺ اور آپ کے پاک دین کا دفاع کرتے رہیں گے۔ اس راہ میں گالیاں بھی کھانی پڑیں اور ماریں بھی مگر اسلام کی پُرامن تبلیغ سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

کچھ ایسے مست ہیں وہ رُخ خوب یار سے
ڈرتے کبھی نہیں ہیں وہ دشمن کے وار سے

دوسرے ممالک کی طرح جرمنی کے طول و عرض میں بھی تبلیغی سٹالز لگائے جاتے ہیں اور اکثر یہ واقعہ ہوا کہ دشمن اسلام لوگوں نے آ کر وہ سٹال اُلٹ دیا یا کتابیں اُٹھا کر پھینک دیں یا گالیاں دینی شروع کر دیں کہ اسلام کا اس ملک میں کیا کام ہے؟ صبر و تحمل سے بات کرنے کے بعد اور اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیم پیش کرنے کے بعد بسا اوقات ایسے لوگوں کے دل نرم بھی ہو گئے۔ مگر ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

کولون میں ہونے والے ایسے مواقع پر مجھے ہمیشہ یہ خیال آتا ہے کہ وہ مسلمان کہاں ہیں جو اسلام اور بانی اسلام سے محبّت کا دعویٰ کرتے ہیں؟ وہ کہاں جا کر سو رہے ہیں جو جہاد کے داعی ہیں اور جماعت احمدیہ کو جہاد کا منکر کہتے ہیں لیکن جب عملاً جہاد کا وقت آتا ہے تو وہ صرف اپنے ملکوں میں آگیں لگا کر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کی خدمت انجام دے دی اور صرف زبانی بڑیں ہانکتے رہتے ہیں۔

شمشیر زباں سے گھر بیٹھے دشمن کو مارے جاتے ہوں
میدان عمل کا نام بھی لو تو جھینپتے ہوں گھبراتے ہوں

مگر احمدی جہاد کے وقت چھاتی تان کر ان کے ملکوں میں کھڑے ہوتے ہیں اور دشمن کے وار جھیلتے ہیں اور خدا بھی اس کے بدلے اپنے انعاموں سے نوازتا ہے۔

ہم نے کانٹوں کی سختیاں جھیلیں
ہم ہی پھولوں سے بہرہ مند ہوئے

جماعت احمدیہ ان ملکوں کی ہر گلی محلے میں موجود ہے اور اسلام کا پیارا چہرہ پیش کرنے اور اسلام کی حسین تعلیم پھیلانے کے لئے قرآن کریم کے تراجم کر رہی ہے۔ اسلامی لٹریچر شائع کر رہی ہے۔ مساجد تعمیر کر رہی ہے۔ ٹی وی اور ریڈیو کے مذاکرات میں سوالات کے تیر و نشتر کا سامنا کرتی ہے۔ اخبارات و رسائل میں خطوط اور مضامین لکھ کر اسلام کے خلاف پھیلائی گئی غلط فہمیاں دور کر رہی ہے اور ساتھ ساتھ بے آسرا، بے یار و مددگار لوگوں کی خدمت بھی کر رہی ہے۔ اور جب بھی اسلام پر کوئی کڑا وقت آتا ہے تو جماعت احمدیہ مسلمہ ہی پہلی صف میں کھڑی ہوتی ہے اور اسلام کے خلاف ہر ظلم و ستم کے خلاف آواز بھی بلند کرتی ہے مگر جاہلانہ ردّ عمل اور بے کار احتجاج سے گریز کرتی ہے۔ احمدی مسلمانوں نے ہمیشہ دلائل کا ایسا انداز اپنایا کہ اسلام کی شان اور سچائی بھی ثابت کر دی اور کسی کے جذبات بھی مجروح نہ ہوئے۔

ایسے بہت سے نظارے پچھلے چند ماہ سے پوری دنیا میں دیکھنے کو آرہے ہیں کہ جب سے فلسطینیوں پر ظلم و ستم اور بربریت جاری ہے اور ان کو بے گناہ مارا جا رہا ہے۔ جماعت احمدیہ مسلمہ ہر لحاظ سے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھا رہی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر خطبہ جمعہ میں اس ظلم و بربریت کا ذکر فرما رہے ہیں خود بھی دعا کر رہے ہیں اور احمدیوں کو بھی دعا کی تحریک فرما رہے ہیں اور ساتھ ساتھ ہدایات بھی دے رہے ہیں کہ اس ظلم و ستم کو بند کروانے کے لئے اپنی آواز بھی بلند کریں۔ چنانچہ دنیا کے کونے کونے اور ہر ملک و دیار میں احمدی مسلمان، فلسطینیوں کے حق میں آواز بلند کر رہے ہیں اور ظلم بند کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ یہ جنگ دہشت گردوں کے خلاف نہیں بلکہ سراسر معصوم اور بے گناہ لوگوں کے خلاف ہے جس میں معصوم بچوں، عورتوں، مردوں کو بے دریغ اور سفاکانہ طریق سے قتل کیا جا رہا ہے۔

اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی میں بھی احمدی لوگ ہی اس ظلم کے خلاف آواز بلند کرتے نظر آتے ہیں گو دوسرے مسلمان بھی ہیں مگر احمدی مسلمانوں کی آواز بہت بلند ہے۔ جرمنی کے سب سے زیادہ دیکھے جانے والی ٹی وی چینل ZDF میں محترمہ خولہ ہبش صاحبہ کا انٹرویو بہت عمدہ تھا اور انہوں نے فلسطینیوں کا کیس بہت اچھے انداز میں پیش کیا۔ مکرم محمود ملہی صاحب مربی سلسلہ کا انٹرویو بھی اسی ٹی وی نے نشر کیا۔ اسی طرح دوسرے ٹی وی چینلز پر بھی جماعت کے علماء اور مربیان کے انٹرویو نشر ہوئے۔ نیز بے شمار سیاسی پارٹیوں اور سیاسی لیڈروں سے رابطہ کر کے ان کے ضمیر کو جھنجوڑا گیا۔ آخر کیوں احمدی مسلمان ہی ہر موقع پر اسلام کے دفاع کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں اور کیوں دوسرے دعویٰ دارانِ محبّت کو یہ توفیق نہیں ملتی؟ یہ اس لئے ہے کہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام اور بانی اسلام ﷺ کی ایسی محبّت احمدی مسلمانوں کے دل میں بھر دی ہے کہ وہ چین سے سو نہیں سکتے اور ہر وقت خدمتِ اسلام اور خدمتِ انسانیت کے مواقع اور بہانے ڈھونڈتے ہیں اور اسلام کا ضعف اور تنزل نہیں دیکھ سکتے اور اسلام کا پرچم سربلند دیکھنا چاہتے ہیں اور ایسا اس لیے ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دل کی تپش احمدیوں کے دلوں میں منتقل کر دی ہے مگر اس کو غیر نہیں سمجھ سکتا کہ

اس تپش کو میری وہ جانے جو رکھتا ہے تپش
اس اَلم کو میرے وہ سمجھے کہ ہے وہ دل فگار

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ
لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ
يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا

اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع اُن میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بِھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ (الحج:41)

ہم نے اُلفت میں تری بار اُٹھایا کیا کیا

(مکرم محمود احمد ملہی صاحب، مربی سلسلہ کولون جرمنی)

دسمبر 2023ء کے آخر میں جرمنی کے اخبارات اور ٹی وی چینلز پر یہ تہلکہ خیز خبر شائع اور نشر ہوئی کہ کسی دہشت گرد تنظیم نے کولون کے قدیم تاریخی ڈوم (کلیسا) پر حملہ کرنے کی دھمکی دی ہے۔حسب معمول ذرائع ابلاغ نے اسے مسلمانوں کی طرف منسوب کر کے اسلام کو بدنام کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ یہ صورت حال ہر احمدی کے لئے انتہائی تشویشناک اور فوری ردِّعمل کی متقاضی تھی کیونکہ کوئی بھی حقیقی مسلمان ایسی مذموم حرکت کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کولون کے احباب جماعت کو ایک منظم پروگرام کے تحت اسلام اور قرآن کے خلاف اس الزام کا عملاً جواب دینے کی توفیق ملی جسے حیرت انگیز طور پر ہر قسم کے ذرائع ابلاغ نے شائع اور نشر کیا جس سے تصویر کا رخ مکمل طور پر تبدیل ہو گیا اور ہر کس و ناکس پر یہ امر واضح ہو گیا کہ اسلام تو ایسی حرکات کی نہ صرف اجازت نہیں دیتا بلکہ ایسی مذموم باتوں کے سخت خلاف ہے، الحمدللہ۔

اس مقصد کے لئے خاکسار کی درخواست پر ایک خادم بھائی مکرم اطہر اقبال صاحب نے بعض اقتباسات اور ارشادات پر مشتمل بینرز تیار کر دیئے جنہیں مکرم مسعود ارشد خان صاحب نے اپنے پرنٹنگ پریس میں راتوں رات طبع کر دیا اور 25 مقامی احباب جماعت مؤرخہ 30 دسمبر کی صبح ان بینرز کے ساتھ کولون کے اس کلیسا کے سامنے کھڑے ہو گئے جن پر جرمن اور انگریزی زبان میں اسلام کی تعلیم پیش کی گئی مثلاً: ''میں ایک مسلمان ہوں عبادت خانوں کا تحفظ میری ذمہ داری ہے''، ''اسلام کی تعلیم ہے کہ مسلمان تمام عبادت گاہوں کی حفاظت کریں''، ''میں مسلمان ہوں اور چرچ کی حفاظت کروں گا''، ''میں ایک مسلمان ہوں اور میں اپنے وطن جرمنی سے وفا کا عہد کرتا ہوں''، ''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''زمین پر امن پھیلاؤ''۔

اس سلسلہ میں چرچ کی انتظامیہ سے پہلے ہی بات ہو چکی تھی چنانچہ ان کی طرف سے ہمیں پورا تعاون حاصل رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ خدا تعالیٰ نے ہماری اس کوشش میں ایسی برکت ڈالی کہ یہی اسلام مخالف منفی خبر چند لمحوں میں اسلام کے حق میں ہو کر ذرائع ابلاغ پر چھاگئی اور اسلام کا حقیقی چہرہ دنیا کو نظر آنے لگا۔ چنانچہ جرمنی اور دیگر ممالک کے 22 سے زائد مشہور اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی چینلز پرنٹ اور آن لائن ایڈیشنز میں اسلام کی خوبصورت تعلیم پر مشتمل یہ خبر کہ ''مسلمان کولون چرچ کی حفاظت کر رہے ہیں'' زینت بن چکی تھی۔ ان ذرائع ابلاغ کی کسی قدر تفصیل حسب ذیل ہے:

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اگر خداتعالیٰ کی یہ عادت نہ ہوتی کہ بعض کو بعض کے ساتھ دفع کرتا تو ظلم کی نوبت یہاں تک پہنچتی کہ گوشہ گزینوں کے خلوت خانے ڈھائے جاتے اور عیسائیوں کے گرجے مسمار کئے جاتے اور یہودیوں کے معبد نابود کئے جاتے اور مسلمانوں کی مسجدیں جہاں کثرت سے ذکر خدا ہوتا ہے منہدم کی جاتیں۔ اس جگہ خداتعالیٰ یہ ظاہر فرماتا ہے کہ ان تمام عبادت خانوں کا میں ہی حامی ہوں اور اسلام کا فرض ہے کہ اگر مثلاً کسی عیسائی ملک پر قبضہ کرے تو اُن کے عبادت خانوں سے کچھ تعرض نہ کرے اور منع کر دے کہ اُن کے گرجے مسمار نہ کئے جائیں اور یہی ہدایت احادیث نبویہ سے مفہوم ہوتی ہے کیونکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جبکہ کوئی اسلامی سپہ سالار کسی قوم کے مقابلہ کے لئے مامور ہوتا تھا تو اُس کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ وہ عیسائیوں اور یہودیوں کے عبادت خانوں اور فقراء کے خلوت خانوں سے تعرض نہ کرے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کس قدر تعصّب کے طریقوں سے دور ہے کہ وہ عیسائیوں کے گرجاؤں اور یہودیوں کے معبدوں کا ایسا ہی حامی ہے جیسا کہ مساجد کا حامی ہے۔ (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 393-394)

Bild STARTSEITE NEWS POLITIK REGIO UNTERHALTUNG SPORT FUSSBALL LIFESTYLE RATGEBER GESUNDHEIT SEX & LIEBE AUTO SPIELE DEALS

Starke Aktion gegen Terror

Muslime schützen Kölner Dom

Mitglieder der Ahmadiyya-Gemeinde stellten sich als menschliche Schutzschilde vor den Kölner Dom
Foto: X/@_nasir_ahmad_

Von: KOLJA GÄRTNER
01.01.2024 - 15:20 Uhr

Köln (NRW) – **Auf solch ein Zeichen haben viele Menschen in Deutschland lange gewartet: Muslime haben gegen Hass und Terror eine Menschenkette vor dem Kölner Dom gebildet.**

Die Aktion am 30. Dezember wurde von der Ahmadiyya-Gemeinde Deutschland initiiert, Dutzende Gläubige aus Köln Betzdorf (↗ Rheinland-Pfalz), Euskirchen, Leverkusen und Pulheim nahmen teil.

https://m.bild.de/news/inland/koeln-aktuell/zeichen-gegen-hass-und-terror-muslime-schuetzen-koelner-dom-86593340.bildMobile.html?t_ref=https%3A%2F%2Fwww.bild.de%2Fnews%2Finland%2Fkoeln-aktuell%2Fzeichen-gegen-hass-und-terror-muslime-schuetzen-koelner-dom-86593340.bild.html

جرمنی کے مشہور اخبار Bild کے مختلف شہروں سے متعدد ایڈیشن شائع ہوتے ہیں جسے عوام کثرت سے خریدتے اور پڑھتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق جرمنی میں اسے روزانہ پڑھنے والوں کی تعداد 6.93 ملین ہے۔ عام طور پر یہ اخبار اسلام کے خلاف ہی خبریں شائع کرتا ہے لیکن اس موقع پر خداتعالیٰ نے ان لوگوں کو مجبور کر دیا کہ ہماری یہ خبر اس نمایاں سرخی کے ساتھ پہلے صفحہ پر شائع کریں:

’’مسلمان کولون چرچ کی حفاظت کر رہے ہیں‘‘

اس خبر کی تفصیل میں ایک بہت طویل مضمون لکھا ہے اور ہماری تصویر کے نیچے یہ تعارفی جملہ لکھا:

”جماعت احمدیہ کے افراد ڈھال بن کر کولون چرچ کے سامنے کھڑے ہیں“

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یہ حکم دنیا میں امن قائم رکھنے کے لیے ہے۔ اگر ہم یہ حکم دے کر ایک قوم کو انصاف قائم کرنے کے لیے کھڑا نہ کر دیتے تو عیسائیوں کے گرجے اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کا نام بڑی کثرت سے لیا جاتا ہے سب گرا دی جاتیں۔ پس جو مسلمان دین میں دخل اندازی کرنے والی جنگ کے مقابلہ کے لیے کھڑا ہوتا ہے وہ درحقیقت اپنی مدد نہیں کرتا بلکہ اُن کی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ صرف اپنے مذہب کا دفاع نہیں کرتا بلکہ سب مذاہب کا دفاع کرتا ہے ... ایسی مظلوم قوم کا فرض ہوتا ہے کہ جب اُسے طاقت ملے تو وہ تمام مذاہب کی حفاظت کرے اور اُن کی مقدّس جگہوں کے ادب اور احترام کا خیال رکھے اور اس غلبہ کو اپنی طاقت اور قوت کا ذریعہ نہ بنائے بلکہ غریبوں کی خبر گیری، ملک کی حالت کی درستی اور فتنہ و شرارت کے مٹانے میں اپنی قوتیں صرف کرے۔ کیونکہ اسلام دنیا میں بطور شاہد اور محافظ کے آیا ہے نہ کہ بطور جابر اور ظالم کے۔ (تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 193-194 ایڈیشن 2023ء)

اس ٹی وی چینل کے ناظرین کی تعداد 1.94 ملین روزانہ ہے۔ اس چینل پر بھی اس واقعہ کے بارہ میں ایک تفصیلی خبر نشر کی گئی جسے انہوں نے اپنے ویب سائٹ پر بھی اس عنوان کے ساتھ شائع کیا۔

Junge Muslime in Schwarz-Rot-Gold

یعنی نوجوان مسلمان جرمنی کے قومی پرچم کے رنگوں میں۔ اس کے بعد لکھا:

سالِ نَو پر جماعت احمدیہ کولون کے افراد نے کیتھیڈرل کے اردگرد ایک حفاظتی حلقہ بنا کر گرجے کی علامتی طور پر حفاظت کی ڈیوٹی دی۔ 2015ء میں اسلامی ممالک سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں نے نیوائیر ڈے کے موقع پر خواتین کو جنسی ہراسانی کا نشانہ بنایا جس کی وجہ سے ماحول تارکین وطن کے خلاف ہو گیا تھا۔ مگر ٹھیک 8 سال بعد یہی جگہ بالکل مختلف منظر پیش کر رہی ہے۔ نوجوان مسلمان چرچ کی حفاظت کے لئے صف آرا ہیں اور حلقہ بنا کر نفرت اور دہشتگردی کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔ یہ لوگ جماعت احمدیہ کے ممبران ہیں، انہوں نے بینر اٹھا رکھے تھے جن پر لکھا ہوا تھا کہ ”میں ایک مسلمان ہوں عبادت گاہوں کی حفاظت میری ذمہ داری ہے“۔

WELT | Ticker | Suche | Anmelden | ABONNEMENT

HOME | LIVE-TV | MEDIATHEK | WELTPLUS | POLITIK | WIRTSCHAFT | SPORT | PANORAMA | MEINUNG | WISSEN | MEHR | PRODUKTE

25.01.24, 11:57 Aktion am Kölner Dom: Junge Muslime in Schwarz-Rot-Gold - WELT

MEINUNG AKTION AM KÖLNER DOM

Junge Muslime in Schwarz-Rot-Gold

Veröffentlicht am 04.01.2024 | Lesedauer: 2 Minuten

Von **Rainer Haubrich**
Stv. Ressortleiter Meinung

WELT-Redakteur Rainer Haubrich

Quelle: Claudius Pflug

Wie ein europäischer Islam aussehen könnte: Zum Jahreswechsel bildeten Mitglieder der Ahmadiyya-Gemeinde in Deutschland eine Menschenkette, um den Kölner Dom symbolisch zu beschützen.

Die Kölner Silvesternacht des Jahres 2015 war ein Wendepunkt in der deutschen Migrationsdebatte. Nach vier Monaten Willkommenskultur zeigten sich exemplarisch die Schattenseiten einer Zuwanderung junger Männer aus muslimischen Gesellschaften. Hunderte Frauen (/regionales/nrw/plus223507820/Fuenf-Jahre-spaeter-Wie-es-nach-der-Koelner-Silvesternacht-weiterging.html) wurden drangsaliert, sexuell belästigt oder ausgeraubt, es gab rund 1200 Anzeigen.

Acht Jahre später, beim jüngsten Jahreswechsel, stand die Rhein-Metropole wieder im Fokus. Deutsche Sicherheitsbehörden nahmen vor Silvester mehrere Muslime fest, die einen Anschlag auf den Kölner Dom geplant haben sollen.

https//:www.welt.de/debatte/kommentare/article249328312/Aktion-am-Koelner-Dom-Junge-Muslime-in-Schwarz-Rot-Gold.html?cid=socialmedia.whatsapp.shared.web

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اگر ہم مظلوموں کو دفاع کی اجازت نہ دیں تو دنیا سے اَمن اٹھ جائے اور خصوصیت سے مذہبی اَمن اُٹھ جائے۔ لَھُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ گرجے بھی برباد کر دئے جائیں اور راہب خانے بھی تباہ کر دیئے جائیں اور یہودیوں کی عبادت گاہیں بھی تباہ کر دی جائیں اور مسجدیں بھی تباہ کی جائیں۔ سب سے آخر پر مسجدوں کا ذکر فرمایا ہے اور سب سے پہلے ان قوموں کی عبادت گاہوں کا ذکر کیا ہے جن سے عظیم روحانی جہاد شروع ہو چکا ہے۔ کیسی پاکیزہ تعلیم ہے۔ عبادت گاہوں کو کیسا تقدّس عطا فرمایا گیا ہے۔ اسی لئے میں ہمیشہ جماعت احمدیہ کو کہتا ہوں کہ اگر تم کوئی کسی گرجے پر حملہ ہوتے دیکھو۔ دیکھو کہ قوم اسے منہدم کر رہی ہے اگر اس کے دفاع میں تم مارے جاؤ گے تو میرے نزدیک اس آیت کی رُو سے تمہارا مقام شہادت کا مقام ہوگا۔ (اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 1993ء)

Deutschlandfunk

Symbolische Aktion

Muslime stellen sich nach islamistischen Anschlagsdrohungen schützend vor den Kölner Dom

In Köln haben mehrere Muslime in einer öffentlichen Aktion symbolisch den Kölner Dom geschützt. Sie stellten sich demonstrativ vor das Bauwerk und hielten Plakate mit Aufschriften wie „Ich bin ein Muslim und stehe ein für den Schutz der Kirche".

04.01.2024

Kölner Dom und Hohenzollernbrücke am Rhein. (imago-images / tomas1111)

Aufgerufen dazu hatte die Ahmadiyya-Gemeinde. Kölns Dom- und Stadtdechant Robert Kleine sprach von einer „stillen aber wichtigen Kundgebung". Vor den Feiertagen hatte es Anschlagsdrohungen von Islamisten unter anderem auf den Kölner Dom gegeben.

Unterdessen nahm die Polizei einen fünften Verdächtigen fest. Wie ein Sprecher mitteilte, handelt es sich um einen 41-Jährigen mit deutscher und türkischer Staatsbürgerschaft. Er sei in Bochum in Gewahrsam genommen worden. Gestern waren bereits drei weitere Verdächtige festgenommen worden. Die Zugriffe erfolgten in Duisburg, Herne und in Nörvenich im Kreis Düren. Ein an Heiligabend in Gewahrsam genommener Tadschike sei Teil eines größeren Netzwerkes, das sich auch auf andere Bundesländer und andere europäische Staaten erstrecke, hieß es. Der Anschlag habe mit einem Auto verübt werden sollen.

https://www.deutschlandfunk.de/muslime-stellen-sich-nach-islamistischen-anschlagsdrohungen-schuetzend-vor-den-koelner-dom-100.html

جرمنی کے مشہور و مقبول ریڈیو DLF کے ویب سائٹ کی خبروں کو جرمنی میں روزانہ 2.26 ملین لوگ پڑھتے ہیں۔ اس ویب سائٹ نے اس واقعہ کی خبر دیتے ہوئے لکھا کہ انتہا پسندوں کی طرف سے حملے کی دھمکیوں کے بعد مسلمان کولون کے چرچ کی حفاظت کے لیے اس کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ان کے بینرز پر یہ الفاظ درج تھے ''مَیں ایک مسلمان ہوں اور چرچ کے تحفّظ کے لیے کھڑا ہوں''۔ کولون میں کافی تعداد میں مسلمان آباد ہیں۔ یہ آواز جماعت احمدیہ کی طرف سے اُٹھائی گئی۔ کولون چرچ کے ایک عہدے دار نے اسے ایک اہم کارروائی قرار دیا۔

Kölnische Rundschau
DIENSTAG, 2. JANUAR 2024 — UNABHÄNGIGE ZEITUNG FÜR KÖLN — RSK • 2,00 EURO

Muslime treten am Dom für Frieden ein

Symbolischer Akt: „Wir schützen die Kirche“

VON JOHANNA TÜNTSCH

Samstagmittag auf dem Bahnhofsvorplatz: Zu diesem Zeitpunkt ist noch unklar, ob Silvester friedlich verlaufen wird. Die Stadt steht unter dem Eindruck der jüngsten Ermittlungen wegen mutmaßlich islamistischer Terroristen. Rund um den Dom gelten seit Weihnachten strenge Sicherheitsvorkehrungen. Inmitten dieser Stimmung steht auf den Stufen zum Dom hin eine Gruppe von Männern, die Plakate und Banner halten mit Sätzen wie diesem: „Ich bin ein Muslim und stehe ein für eine Welt ohne Gewalt und Hass.“

Immer wieder bleiben Menschen stehen, stellen Fragen. Einige machen Fotos. Ein Mann ruft den Muslimen zu: „Leider gibt es bei euch ein paar Verrückte. Aber die gibt es bei uns auch.“ Einstimmiges Nicken auf beiden Seiten.

> **Wir stehen hier, um ein Zeichen zu setzen und zu zeigen: Wer diese Kirche angreifen will, muss zuerst an uns vorbei.**
>
> **Mahmood Malhi,** Imam der Ahmadiyya Muslim Gemeinde

„Alle, die hier im Trikot stehen, gehören zum Peace Cycling Club“, erklärt Mahmood Malhi, Imam der Kölner Ahmadiyya Muslim Gemeinde. Gegründet hat er diesen Zusammenschluss, dem sich für die aktuelle Aktion noch einige weitere Gemeindemitglieder angeschlossen haben, im vergangenen September. Seither radelt die Gruppe mindestens einmal in der Woche zu unterschiedlichen Kirchengemeinden, pflegt den interreligiösen Dialog und setzt sich für Frieden ein. „Wir sind alle eine Familie. Wir sollten Gemeinsamkeiten suchen und uns nicht spalten lassen“, ist Malhis Überzeugung.

Muslime hätten dem Koran zufolge den Auftrag, in Gefahrensituationen Gotteshäuser zu schützen, und zwar explizit auch christliche und jüdische, sagt der junge Imam: „Darin sind sich alle Gelehrten einig.“

Als Reaktion auf eine mögliche Bedrohungslage konnte er etwa 35 Jungen und Männer aus seiner Gemeinde zur Teilnahme an der Aktion gewinnen. Der Jüngste ist 13 Jahre alt, andere um 50 herum. „Unser Grundgedanke ist, durch Dialog Ängste abzubauen. Wir stehen hier, um ein Zeichen zu setzen und zu zeigen: Wer diese Kirche angreifen will, muss zuerst an uns vorbei“, sagt Malhi.

Zudem gehe es auch um ihre Stadt: „Wenn hier etwas Gutes passiert, sagen wir: Wir sind Kölner. Und wenn hier etwas Schlechtes passiert, tut es auch uns weh.“

Die Reaktionen seien durchweg positiv gewesen. „Ein Israeli umarmte uns, bedankte sich und sagte, er würde für Frieden beten. Und eine Pfarrerin aus Berlin sagte: Das geht unter die Haut und weckt in mir den Aufruf, dass wir auch für euch da sein sollten'“, schildert Malhi.

„Man fühlt sich als Muslim oft ausgegrenzt und in eine Schublade gesteckt“, sagt der 22-jährige Ahmed Maqsood: „Wenn ich hier mit den Jungs stehe, weiß ich, dass ich dagegen etwas bewirken kann.“

Der Islam stehe für Frieden, betonen sie alle. „Terroristen vertreten nicht die Lehre des Islam, sondern politische Interessen“, sagt Subhi Rana: „Den Begriff 'Islam' sollten sie gar nicht benutzen dürfen.“

Die Ahmadiyya Muslim Gemeinde setzte vor dem Dom ein Zeichen für Frieden. Foto: Nabil Hanano

Kölnische Rundschau

اس اخبار کو جرمنی میں ہر روز تقریباً ایک ملین لوگ پڑھتے ہیں۔ اس نے اپنی اشاعت مؤرخہ 2 جنوری 2024ء کے صفحہ 22 پر اس کی تفصیلی خبر شائع کرتے ہوئے لکھا:

شہر کو مسلمان دہشت گردوں کی دھمکی کی وجہ سے شدید تشویش ہے، چرچ کے چاروں طرف کرسمس کے موقع پر سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے۔ انہی کے درمیان کیتھیڈرل کی سیڑھیوں پر کچھ لوگ اس مضمون کے بینرز اٹھائے کھڑے تھے ''مَیں ایک مسلمان ہوں اور دنیا سے تشدد اور نفرت مٹانے کے لیے کوشاں ہوں''۔

یہ تمام لوگ جنہوں نے وردی پہنی ہوئی ہے اس ''امن سائیکلنگ کلب'' کے ممبر ہیں جس کی جماعت احمدیہ کے مربی محمود احمد ملہی نے کولون میں بنیاد رکھی ہے، یہ سائیکلنگ کلب کم از کم ہفتے میں ایک مرتبہ مختلف چرچ کمیونٹیز کا دورہ کرتا ہے اور مذہبی رواداری کو فروغ دیتا ہے یہ سائیکلنگ کلب امن کو قائم کرنے کے لیے کوشاں ہے محمود احمد ملہی کا کہنا ہے کہ ہمیں آپس میں مشترکہ اقدار کی تلاش کرنی چاہیے۔ مزید یہ کہ مسلمانوں کو قرآن مجید کا یہ حکم ہے کہ جب بھی کوئی عبادت گاہ خطرے میں ہو تو اس کا تحفظ مسلمان کی ذمہ داری ہے قطع نظر اس کے کہ وہ یہودی یا عیسائی عبادت گاہ ہے اس مہم میں محمود احمد ملہی کے ساتھ 35 افراد نے شرکت کی۔

انہوں نے کہا:

''ہمارا مقصد گفتگو کے ذریعے خوف کو کم کرنا ہے۔ ہم یہاں ایک مثال قائم کرنا اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں: جو کوئی بھی اس چرچ پر حملہ کرنا چاہے اسے پہلے ہمارا مقابلہ کرنا ہوگا''۔

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورہ حج کی آیات 40 اور 41 کی تشریح میں فرمایا:

یہ آیات اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کو صرف اسلام کے تحفظ کے لیے لڑنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ قرآن مجید گواہی دیتا ہے کہ مکہ والوں کا اصل مقصد تمام مذاہب کو ختم کرنا اور تمام عبادت گاہوں کو منہدم کرنا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آزادی ضمیر اور عقیدے کی آزادی کے عالمگیر اصول قائم کرنے کے لیے لڑنے کا حکم دیا۔ دراصل، اسلام کی تعلیمات کے مطابق، اگر کبھی بھی دوسرے مذاہب کے پیروکاروں نے مذہبی آزادی کے تحفظ اور بقا کو یقینی بنانے کے لیے مسلمانوں کی مدد طلب کی تو مسلمانوں کو ان کی حمایت کرنی چاہیے۔

(الفضل انٹرنیشنل 28 ستمبر 2023ء صفحہ 8)

t-online.

Home > Regional > Köln > Aktion am Kölner Dom | Muslimischer Imam: Christen sind auch unsere Familie

Muslime schützten den Kölner Dom

"Die christlichen Brüder und Schwestern sind auch unsere Familie"

Von Nils Frenzel

Spontane Umarmung vor dem Kölner Dom: Imam Mahmood Ahmad Malei zeigte sich von den Reaktionen der Kölnerinnen und Kölner überwältigt. (Quelle: Mahmood Malhi)

Am Samstag versammelten sich Ahmadi-Muslime zu einer Solidaritätsbekundung am Kölner Dom. Im Gespräch mit t-online zeigt sich der Imam von den Reaktionen der Bürger überwältigt.

Nach der Terrorwarnung für den Kölner Dom versammelten sich am Samstag Dutzende Ahmadi-Muslime zu einer Kundgebung am Dom, um ihre Solidarität mit christlichen Gemeinden und Kirchen in Deutschland zu demonstrieren. Initiiert wurde die Aktion von Mahmood Ahmad Malei, Imam der Ahmadi-Gemeinde in Köln und Mitglied im Rat der Religionen.

Die Sicherheitsbehörden hatten vor Weihnachten Hinweise auf einen möglichen Anschlagsplan für Silvester einer islamistischen Gruppe erhalten und die Sicherheitsvorkehrungen am Dom erhöht.

Kurzfristige Planung der Aktion

Im Gespräch mit t-online erklärte Malei, dass die Idee für die Aktion über seinen Radclub, den "Ahmadiyya Muslim Peace Cycling Club Köln" kam: "In der Gruppe entstand der Gedanke, sich solidarisch zu zeigen. Wir haben das dann kurzfristig geplant und Plakate erstellt." Für die Aktion in Köln sagte Malei sogar seinen Familienbesuch in Hamburg ab und zeigt sich von der Reaktion der Menschen am Kölner Dom überwältigt: "Die Leute in Köln, die christlichen Brüder und Schwestern, sind auch unsere Familie".

WWW.T-ONLINE.DE/REGION/KOELN/ID_100311458/NACH-ANSCHLAGSPLAENEN-DOMDEKAN-DANKT-MUSLIMEN.HTML

T-Online

اس ویب سائٹ کی خبروں کو جرمنی میں ہر مہینے 47 ملین لوگ پڑھتے ہیں۔ اس کی خبر کا کچھ حصّہ پیش خدمت ہے۔

کولون کیتھیڈرل کے خلاف دہشت گردی کی دھمکی کے بعد، درجنوں احمدی مسلمان ہفتے کے روز کیتھیڈرل میں ایک ریلی کے لیے جمع ہوئے تاکہ مسیحی برادری اور گرجا گھروں کے ساتھ اپنی یکجہتی کا اظہار کریں۔ ان میں کولون میں احمدیہ کمیونٹی کے امام اور کونسل آف ریلیجنز کولون کے رکن محمود احمد ملہی بھی تھے۔

Kölner Express نے لکھا: مسلمانوں نے دہشتگردی کی مذمت کی اور چرچ کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا۔ان کی قمیضوں پر ’’مسلمان امن کے خواہاں‘‘ کا پیغام لکھا تھا جبکہ ان کے ہاتھوں میں پلے کارڈز تھے جن پر ’’میں ایک مسلمان ہوں اور چرچ کی حفاظت کے لیے کھڑا ہوں‘‘ کے الفاظ لکھے تھے۔ چرچ کے عہدیدار جناب Robert Kleine نے Facebook پر اپنے پیغام میں اس ردِعمل اور اظہارِ یکجہتی پر شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھا کہ محمود احمد ملہی سے میرا تعارف بین المذاہب کانفرنس میں ہوا تھا۔ ملہی صاحب نے دہشتگردوں کی ان دھمکیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب سے میں نے یہ خبر سنی ہے میرا دل غمگین ہے، افسوس کی بات ہے کہ یہ انتہا پسند لوگ اسلام کے نام پر ایسی کارروائیاں کرنا چاہتے ہیں اور اسلام کی تعلیم کو غلط رنگ میں پیش کر رہے ہیں۔محمود احمد ملہی نے کہا، میں اپنی جماعت کی جانب سے، تمام مسیحی برادریوں اور گرجا گھروں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ہم مسلمان آپ کی حفاظت اور عبادت گاہوں کی حفاظت کے لیے حاضر ہیں۔ہم احمدی مسلمان اسلام کی حقیقی اور خوبصورت تعلیم کے عین مطابق عبادت گاہ کی حفاظت کرتے ہیں۔

EXPRESS

1. FC Köln | Köln | Karneval | Kölner Umland | Sport | Promi & Show | Dschungelcamp | Let's Dance | Rabattcodes

„Mein Herz tut weh" Nach Anschlagsdrohung: Muslime setzen Zeichen vor dem Kölner Dom

Copyright: Kleine

Kölns Stadtdechant Robert Kleine (l.), Dombaumeister Peter Füssenich und Mahmood Ahmad Malhi bei der Kundgebung am 30. Dezember 2023 vor dem Kölner Dom.

Muslime haben ein Zeichen gegen den Terror gesetzt. Vor dem Kölner Dom bekundeten sie ihre Solidarität.

01.01.2024, 17:04 Teilen

von Iris Klingelhöfer (iri)

Sie stehen vor dem Kölner Dom, tragen Shirts mit der Aufschrift „Muslime für den Frieden" und haben Plakate dabei – darauf der Satz „Ich bin ein Muslim und stehe ein für den Schutz der Kirche".

Dieses starke Zeichen haben Muslime am Samstag (30. Dezember 2023) gesetzt. Darunter Mahmood Ahmad Malhi, Imam und Theologe der Ahmadiyya Muslim Gemeinde Köln.

www.express.de/koeln/nach-terror-alarm-muslime-setzen-zeichen-vor-dem-koelner-dom-710983

نمونہ کے ان تراشوں کے علاوہ جن ذرائع ابلاغ میں اس واقعہ کے ذریعہ قرآن کریم کی حقیقی تعلیم کروڑوں لوگوں تک پہنچی، ان کے نام اور انٹرنیٹ لنک حسب ذیل ہیں:

ویب سائٹ Lomazoma پر شائع ہوئی۔

Siegener Zeitung جسے تقریباً 40.000 لوگ پڑھتے ہیں۔

Koelnistkool نے اپنے انسٹاگرام اکاؤنٹ پر اس خبر کو نشر کیا جس کے ناظرین کی تعداد روزانہ 330000 افراد ہے۔

DeinUpdate: اس App کو 28000 لوگ استعمال کرتے اور پڑھتے ہیں۔انہوں نے بھی یہی خبر نشر کی ہے۔

WDR چینل کی ویب سائٹ پر بھی خبر نشر کی گئی جس کی خبروں کو روزانہ 147000 لوگ پڑھتے ہیں۔

جرمنی کے علاوہ یہ خبر پولینڈ کے قومی اخبار Wirtualna Polska میں شائع ہوئی۔اس اخبار کو 9,2 Million لوگ روزانہ پڑھتے ہیں۔

اسی طرح ترکی کے اخبار ARTI+49 اور ہالینڈ کے ایک اخبار کی زینت بن چکی ہے۔

سوشل میڈیا میں سے صرف Twitter(X) پر ہی پہلے دو دنوں میں 922.087 لوگوں تک پہنچ چکا تھا۔ پھر دوسری سوشل میڈیا یا پلیٹ فارمز کو اگر شامل کیا جائے تو یہ پیغام کئی ملین لوگوں تک پہنچ چکا ہے۔

ZDF HEUTE کے سوشل میڈیا چینل پر اللہ کے فضل سے 3.6 ملین لوگ دیکھ چکے ہیں۔

اِن ذرائع ابلاغ سے استفادہ کرنے والے لوگوں کے اعداد وشمار کو دیکھا جائے تو ایک محتاط اندازہ کے مطابق یہ پیغام 71.858.000 (یعنی تقریباً 72 ملین) لوگوں تک پہنچا،الحمدللہ۔

اس نیک کام میں کولون کے گردونواح کی ان جماعتوں کے احباب جذبہ خدمت کے ساتھ شامل رہے:

Köln, Leverkusen, Bergisch Gladbach, Betzdorf, Olpe, Neuss, Bonn, Brühl, Gummersbach

ان احباب میں سے مکرم اطہر اقبال صاحب، مکرم ناصر احمد صاحب، مکرم مسعود ارشد خان صاحب، مکرم احمد مقصود صاحب کو غیرمعمولی خدمت کی توفیق ملی۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء

رپورٹ: صادق محمد طاہر

مجلس صحت جرمنی کا
سالانہ عشائیہ

مجلس صحت جرمنی ہر سال ایک خاص اجلاس کا انعقاد کرتی ہے جس میں سال بھر کی کارکردگی پر مشتمل رپورٹ پیش کی جاتی ہے نیز مختلف کھیلوں اور مہمات میں حصہ لینے والوں میں انعامات و سنداتِ خوشنودی تقسیم کی جاتی ہیں۔

امسال یہ پروگرام مؤرخہ 13 جنوری 2024ء بروز ہفتہ بیت السبوح میں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر امیر جماعت احمدیہ جرمنی کی صدارت میں منعقد کیا گیا۔

شام 17:50 پر تلاوت قرآن کریم سے اس کا آغاز ہوا جو مکرم علیم احمد بھٹی صاحب نے کی اور اس کا جرمن ترجمہ بھی پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مکرم ملک ابرارالحق صاحب صدر مجلس صحت نے بعض ضروری امور بیان کرنے کے ساتھ ساتھ حاضرین و اراکین مجلس کا شکریہ ادا کیا۔

انگلستان میں ہونے والے کرکٹ ٹورنامنٹ میں شمولیت اور حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پانے والی کرکٹ ٹیم کی کارکردگی خاص طور پر قابلِ ذکر رہی۔ اسی طرح بیڈ منٹن، ہائیکنگ، سائیکلنگ، باسکٹ بال، فٹ بال، ٹیبل ٹینس کے نگران صاحبان نے اپنے اپنے شعبہ کی رپورٹس پیش کیں اور ان کی ویڈیوز بھی دکھائی گئیں جو حاضرین کے لیے دلچسپی کا باعث بنیں۔

ان مہمات و پروگرامز میں حصہ لینے والے احباب نے اپنے تجربات و مشاہدات بھی بیان کئے اور آئندہ کے لیے تجاویز بھی پیش کیں۔ جن میں فٹنس اور صحت مند خوراک سے متعلق ہدایات شامل تھیں۔

بعد ازاں مکرم امیر صاحب جرمنی نے اسناد تقسیم کیں۔ ان میں وہ احباب بھی شامل تھے جو جلسہ سالانہ یوکے اور جرمنی میں سائیکل سفر کر کے شامل ہوئے۔

محترم امیر صاحب جرمنی نے مجلس صحت کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے بتایا کہ مجلس صحت جماعت کی مختلف تنظیموں میں سے کسی ایک تنظیم سے مختص نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد اس میں شامل ہوسکتا ہے۔ محترم امیر صاحب نے اس کی اہمیت و افادیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس سے مختلف طبقات کے لوگوں سے روابط مضبوط ہوتے ہیں اور خدمت خلق و تبلیغ کی راہ ہموار کرنے کے مواقع ملتے ہیں۔ امیر صاحب نے کارکردگی کو مزید بہتر کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ افراد کو شامل کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ نیز بتایا کہ 10 فروری کو گروس گیراؤ میں ''لانگ واک'' ہوگی اس میں زیادہ سے زیادہ دوستوں کو شامل کریں۔

محترم امیر صاحب نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فلسطین کے حوالہ سے ارشادات و ہدایات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ جرمن افراد تک حالات کی سنگینی اور نزاکت کے پیش نظر پیغام پہنچانے کی تلقین کی۔

شام سوا سات بجے یہ پروگرام دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اس کے بعد حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس کے خاطر خواہ مفید نتائج پیدا فرمائے اور جماعتی خدمات و ترقیات میں دور رَس اثرات ظاہر فرمائے، آمین۔

مجلس انصاراللہ جرمنی کے پروگرامز

رپورٹ: منور علی شاہد

مجلس انصاراللہ کے تنظیمی سال کے آغاز کے ساتھ ہی پروگراموں کی منصوبہ بندی اور ان پر عمل درآمد کے لئے ریفریشر کورسز کے انعقاد کا سلسلہ بھی شروع ہوجاتا ہے۔سال 2024ء کی ابتداء بھی مجلس انصاراللہ جرمنی کی نیشنل مجلس عاملہ و ناظمین اعلیٰ علاقہ کے ایک مشترکہ ریفریشر کورس سے ہوئی جو 13 جنوری بروز ہفتہ مسجد مبارک ویزبادن میں منعقد ہوا۔ ریفریشر کورس کے معاً بعد ایک تقریب سپاس اور ایمان افروز واقعات پر مبنی تعارفی پروگرام منعقد ہوا۔

کاروائی نیشنل ریفریشر کورس

سالانہ ریفریشر کورس کا آغاز صبح سوا دس بجے مکرم بشیر احمد رہان صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی کی زیرِصدارت ہوا۔جس میں ممبران نیشنل مجلس عاملہ اور ناظمین اعلیٰ علاقہ نے نائب ناظمین اعلیٰ علاقہ کے ہمراہ شرکت کی۔پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم طاہر احمد گھمن صاحب ناظم اعلیٰ علاقہ بیت الجامع نے کی اور ساتھ اس کا اردو ترجمہ پڑھا۔اس کا جرمن ترجمہ مکرم عثمان احمد صاحب معاون صدر نے پڑھا۔بعدازاں مکرم صدر صاحب مجلس نے اردو اور جرمن زبانوں میں عہد دہرایا۔پروگرام میں شریک عہدیداران کی حاضری کا جائزہ لینے کے بعد مکرم فاروق احمد چیمہ صاحب قائد عمومی کی پریزنٹیشن سے باقاعدہ ریفریشر کورس کا آغاز ہوا۔اس کے بعد تمام قائدین نیشنل عاملہ نے اپنے اپنے شعبہ کے لائحہ عمل 2024ء سے متعلق اپنی پریزنٹیشن پیش کی اور پوچھے گئے سوالات کے جوابات دیئے۔ان میں ملٹی میڈیا کے شعبہ کی ٹیم بھی شامل تھی۔اس دوران حسب موقع مکرم بشیر احمد رہان صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی وضاحت طلب امور پر روشنی ڈالتے رہے۔شام کو دعا کے ساتھ یہ سالانہ ریفریشر کورس اختتام کو پہنچا۔

سابق صدر مجلس کے اعزاز میں تقریب

سابق صدر مجلس انصاراللہ جرمنی مکرم مبارک احمد شاہد صاحب کے اعزاز میں الوداعی سپاس محفل نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد مکرم بشیر احمد رہان صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی کی زیرِصدارت شروع ہوئی۔تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو مکرم حافظ محمد ظفراللہ صاحب نائب صدر صف دوم نے کی اور اردو ترجمہ پڑھا۔تلاوت کا جرمن ترجمہ مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب ایڈیشنل قائد ایثار نے پڑھا۔اس کے بعد حسب پروگرام مکرم ڈاکٹر وسیم احمد طاہر صاحب رکن خصوصی نے سابق صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی کے لئے لکھا گیا سپاس نامہ پڑھا جس میں ان کے دور قیادت کی مخلصانہ کوششوں کا ذکر کیا گیا تھا۔یہی سپاس نامہ فریم کرواکر یادگار کے طور پر سابق صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی کی خدمت میں پیش کیا گیا۔صدر صاحب انصاراللہ جرمنی کی درخواست پر مکرم مبارک احمد شاہد صاحب نے اپنے دَورِصدارت میں بھرپور تعاون کرنے پر ممبران نیشنل عاملہ و تمام ناظمین اعلیٰ علاقہ کا شکریہ ادا کیا اور دعا کی کہ مجلس انصاراللہ نئی قیادت کی راہنمائی میں مزید آگے بڑھے اور ترقیات حاصل کرے۔ اس کے بعد مکرم بشیر احمد رہان صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی نے خدمت دین کی اہمیت پر اظہارِخیال کیا۔بعدازاں مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی کی درخواست پر مکرم حیدرعلی ظفر صاحب مربی سلسلہ و رکن خصوصی نے شرکاء تقریب کو اپنی نصائح سے نوازا اور اختتامی دعا کرائی۔ یہ تقریب تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔اس کے بعد تمام احباب کی خدمت میں ڈنر پیش کیا گیا۔

ڈنر کے بعد رات ساڑھے نو بجے تا بارہ بجے تک ایک تعارفی پروگرام منعقد ہوا جس میں شرکاء نے اپنے اپنے خاندان کا تعارف پیش کیا اور بزرگان کے ایمان افروز واقعات سنائے۔

جماعت احمدیہ وٹلش کی مساعی

(رپورٹ: مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب، مربی سلسلہ وٹلش)

نئے سال کی آمد پر ایک پر وقار تقریب

جماعت احمدیہ Wittlich کو سالِ نَو کے موقع پر مؤرخہ 10 جنوری 2024ء کو مسجد بیت الحمد میں ایک تقریب منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں شہر کے میئر Joachim Rodenkirch اور قومی اسمبلی کے ممبر Patrick Schnieder، شہر کی انتظامیہ کے افسران، پولیس کے منتظمین اعلیٰ، مذہبی شخصیات، سیاست دان اور تعلیم کے شعبہ سے منسلک احباب وخواتین شامل ہوئے۔ مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے بھی شرکت کی۔ تلاوت قرآن کریم وجرمن ترجمہ کے بعد جرمنی جماعت کی صد سالہ کارگزاری پر مشتمل وڈیو فلم دکھائی گئی۔ مہمانان کرام نے جماعت احمدیہ کے بارے میں مثبت خیالات کا اظہار کرتے ہوئے جماعت کی خدمات کو سراہا۔ مکرم امیر صاحب نے غزہ وفلسطین کے علاقے میں ہونے والے ظلم وبربریت کا اظہار بڑے جذباتی اور پُر اثر انداز میں کیا۔ پروگرام کے آخر شاملین کے لئے کھانے کا انتظام تھا۔ اس پروگرام میں 46 مہمانان کرام شامل ہوئے۔

اَمن وآشتی کے لیے دعائیہ تقریب

مؤرخہ 20 جنوری کو Wittlich شہر کے ایک ہال میں دنیا میں امن وآشتی کے لئے دعائیہ تقریب منعقد ہوئی جس میں مختلف مذاہب کے نمائندگان شامل ہوئے۔ اس پروگرام کی تجویز مذاہب کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے والی ایک تنظیم Bistum Trier کے نگران جناب Rene Richtscheid کی طرف سے آئی۔ پروگرام کے انعقاد کے لیے شہر کی مرکزی لائبریری میں دو میٹنگز ہوئیں جن میں خاکسار، صدر صاحب جماعت، سیکرٹری صاحب تبلیغ اور جنرل سیکرٹری صاحب شامل ہوئے۔ جماعت کی طرف سے پروگرام کی ابتداء تلاوتِ قرآن کریم سے کرنے کی تجویز دی گئی اور اسی طرح امن وآشتی کے موضوع پر معروف احمدی جرمن شاعر وادیب مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کی جرمن زبان میں ایک نظم پڑھنے کا مشورہ دیا گیا جسے منظور کر لیا گیا۔ مقررہ دن وقت پر اس پروگرام کا آغاز ہوا جس میں مختلف مذاہب کے نمائندگان کے علاوہ شہر کے میئر جناب Rodenkirch صاحب اپنی اہلیہ کے ساتھ شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم وجرمن ترجمہ ایک ترک مسلمان نے پیش کیا جس کے بعد قرآن کریم و احادیث سے دعا پیش کرنے کی سعادت مکرم Kasim Dalkilic سیکرٹری صاحب تبلیغ اور عمران احمد ظفر صاحب کے حصّہ میں آئی۔ بعدہٗ جرمن نظم جماعت وٹلش کے اطفال نے Muslime Für Frieden (مسلمان برائے امن) کی شرٹس پہنے ہوئے پیش کرنے کی توفیق پائی۔ اس کے بعد عیسائیوں کے نمائندگان نے بائبل اور اپنی مذہبی کتب سے چند دعائیں پیش کیں۔ پروگرام کے آخر میں میئر صاحب نے اس تقریب کے انعقاد پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے جماعت کی کاوشوں کو سراہا اور اس طرح کے پروگرام بار بار رکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس تقریب میں جماعت احمدیہ کا ماٹو Liebe Für Alle Hass Für Keine یعنی ''محبّت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں'' نمایاں طور پر لہرا رہا تھا۔ تقریب میں شاملین کی تعداد 46 رہی۔

وٹلش میں سالِ نَو کے موقع پر منعقد ہونے والی استقبالیہ تقریب

وٹلش میں منعقد ہونے والی بین المذاہب دعائیہ تقریب برائے امنِ عالم

دلچسپ سائنسی خبریں

محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

(مرتبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب۔ بائیوٹیکنالوجیسٹ)

برن آؤٹ: شدید تھکاوٹ کی حالت

دنیا بھر میں بالغان کی تقریباً ایک تہائی سے زائد تعداد مسلسل تھکاوٹ محسوس کرتی ہے اور برن آؤٹ (شدید تھکن) کے کیسز بھی بڑھ رہے ہیں۔اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہمیں مسلسل اپنے کام کی جگہوں پر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی دَوڑ کا سامنا ہے۔ ماضی میں کام اور فُرصت کے درمیان حد کافی واضح طور پر کھینچی جا سکتی تھی لیکن اب جدید ٹیکنالوجی کی موجودگی میں ایسا کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

اگر ہم منظم نہیں تو بہت مشکل ہے کہ ہم اپنا دھیان کام سے ہٹا سکیں، ای میلز یا سلیک یا پیغام چیک کرنے سے خود کو روک سکیں۔ اس کے مطلب یہ ہے کہ ہر وقت ہماری سوچ ہمارے کام کے گرد ہی چکر کاٹ رہی ہوتی ہے۔تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ برن آؤٹ کی چھ بڑی وجوہات ہیں جس میں کام کی زیادتی، ناکافی خودمختاری، کم معاوضہ ملنا، کمیونٹی سے دوری، اقدار میں مماثلت نہ ہونا اور ناانصافی شامل ہیں۔[1]

انسانی دماغ میں تبدیلیاں

جیسے جیسے انسان کی عمر میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اس کی جسمانی صلاحیتوں میں بھی کمی آنا شروع ہو جاتی ہے۔ یہ خاص طور پر 40 سے 50 سال کی عمر کے درمیان ہوتا ہے اور عمر کے اس حصے میں ہمارے جسم کے مختلف اعضا میں بگاڑ آنا شروع ہو جاتا ہے۔

مثال کے طور پر اِس عمر میں ہمارے پٹھوں کا حجم کم ہو جاتا ہے، بینائی کم ہو جاتی ہے اور جوڑوں میں خرابی آنا شروع ہو جاتی ہے۔

لیکن دماغ کے لیے یہ عمل تھوڑا مختلف ہوتا ہے۔ بگاڑ کی بجائے کہا جا سکتا ہے کہ عمر کے اس حصے میں ہمارے دماغ کے اندر کی 'وائرنگ' دوبارہ ہوتی ہے۔

موناش یونیورسٹی کی نیوروسائنٹسٹ شرنا جمادار نے کہا کہ عمر بڑھنے کے ساتھ دماغ گلوکوز کو جذب کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھتا ہے اور دماغ اپنے نظام کی ایک طرح سے ری انجینیئرنگ کرتا ہے تا کہ جن اجزا کو وہ جذب کر رہا ہے اس کا بہترین استعمال ہو'۔

سائنسدانوں کے مطابق یہ عمل انقلابی ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں انسان کی سوچ میں لچک کم ہو جاتی ہے، لفظی اور عددی استدلال میں کمی آ جاتی ہے۔

بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ دماغ کی صحت اچھی رکھنے کے لیے اچھی غذا اور ورزش کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ لہٰذا گری والے میوے، اواکاڈو اور دیگر سبزیوں کو اس عمر میں بطورِ خاص کھانا چاہیے۔[2]

ابتدائے حمل میں شدید متلی

اندازاً 80 فیصد حاملہ خواتین ابتدائے حمل میں متلی کی کیفیت محسوس کرتی ہیں لیکن ان میں سے 3 فیصد خواتین میں یہ کیفیت اس حد تک خطرناک ہو سکتی ہے کہ ان کو ہسپتال منتقل کرنے کی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔ سائنسدانوں نے ایک تحقیق کے نتیجہ میں یہ معلوم کیا ہے کہ اس کی وجہ ان خواتین میں GDF15 نامی پروٹین کا بننا ہے۔ یہ پروٹین بچہ دانی میں موجود بچہ خارج کرتا ہے۔ محققین اس تحقیق کے نتیجے میں ایسی دوا بنانے میں مصروف ہیں جو اس پروٹین کے پیدا ہونے کے احساس کو دماغ تک پہنچنے یا محسوس کرنے میں رکاوٹ پیدا کرے گی اور یوں گو یہ پروٹین پہلے کی طرح بچہ دانی سے خارج تو ہوگی لیکن حاملہ عورت کا دماغ اس کو محسوس نہیں کر سکے گا اور شدید متلی کی کیفیت پیدا نہیں ہوگی۔[3]

نشہ آور اشیاء اور نوجوان دماغ

ایک تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ ایسے نوجوان جو 14 سے 19 سال کی عمر کے دوران نشہ آور اشیاء خاص طور پر چرس کا استعمال کرتے ہیں ان کے دماغ کی نشوونما شدید متاثر ہوتی ہے اور دماغ کی جھلیاں تلی رہ جاتی ہیں جو دیگر میڈیکل اور نفسیاتی مسائل کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہیں۔[4]

1-www.bbc.com/urdu/articles/c3gy3jl556ro
2-www.bbc.com/urdu/articles/c882j29kl7lo
3-www.sciencenews.org/article/morning-sickness-pregnancy-nausea-vomiting-fetus-protein
4-www.sciencenews.org/article/cannabis-high-thc-teen-mental-health

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

امیگریشن سے متعلق اہم بل منظور

مورخہ 19 جنوری 2024ء کو جرمن پارلیمان نے ایک ایسے بل کی منظوری دی ہے جس پر بحث تین بار ملتوی ہو چکی تھی۔ اس بل کی منظوری کے نتیجہ میں غیرملکیوں کے لیے دُہری شہریت رکھنا ممکن ہو جائے گا۔ اب جرمن شہریت کے لئے درخواست کی کم از کم میعاد 8 سال سے 5 سال کردی گئی ہے۔ اگر درخواست دہندہ جرمن زبان اور کام کی مہارت میں غیرمعمولی صلاحیتوں کا حامل ہوا تو اس کے لئے مدت تین سال بھی ممکن ہوگی۔ پارلیمان کے 639 اراکین میں سے 382 نے بل کی منظوری کے حق میں جبکہ 234 نے مخالفت میں ووٹ دیا۔ 23 اراکین غیر جانبدار رہے۔

اسرائیل کا دو ریاستی حل مسترد کرنا ناقابل قبول

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے سلامتی کونسل کے اجلاس میں کہا کہ غزہ کی پوری آبادی حالیہ تاریخ میں بے پناہ تباہی کا سامنا کر رہی ہے۔ جنرل انتونیو گوتریس کے مطابق فلسطینیوں کو دی جانے والی اجتماعی سزا کا کوئی جواز نہیں دیا جاسکتا۔ سیکرٹری جنرل نے ایک بار پھر انسانی بنیادوں پر جنگ بندی کی اپیل کی اور کہا کہ جنگ کے ساتھ ساتھ ہیپاٹائٹس، چیچک اور ہیضے ایسی وبائی امراض بھی جنگ کے متاثرہ علاقوں میں پھیل رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دو ریاستی حل کو مسترد کرنے کی اسرائیل کی ہٹ دھرمی کو برداشت نہیں کیا جاسکتا۔

سویڈن کی نیٹو میں شمولیت

سویڈن کی نیٹو میں شمولیت کا معاملہ گزشتہ ڈیڑھ سال سے التواء کا شکار تھا جس کی وجہ ترکیہ پارلیمان سے منظوری کا نہ ملنا تھا۔ ترک صدر کے حامی اتحادیوں کو پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل ہے جس کی بناپر ووٹنگ میں سویڈن کی شمولیت کی منظوری ممکن ہوئی۔ 23 جنوری کو ہونے والی رائے شماری میں 287 اراکین نے حق میں جبکہ 55 نے سویڈن کی نیٹو میں شمولیت کی مخالفت میں ووٹ دیا۔

کروڑوں مسلمانوں کی مسجد نبویؐ کی زیارت

مسجد نبوی ﷺ کی انتظامیہ کی جانب سے جاری کی گئی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 2023ء میں 280 ملین زائرین نے مسجد نبوی ﷺ میں حاضری دی اور روحانی ماحول سے مستفید ہوئے۔ سعودی حکام کی جانب سے حرمین شریفین میں زائرین کے لیے سہولتوں میں اضافے اور گنجائش بڑھانے کا عمل ہمیشہ جاری رہتا ہے۔

ہنرمندوں کے لئے آسٹریلیا میں مواقع

آسٹریلوی حکومت نے سرمایہ کاروں کے لئے فراہم کردہ گولڈن ویزہ اسکیم کو ختم کر کے ہنرمندوں کو زیادہ ویزے دینے کی نئی پالیسی اپنانے کا اعلان کیا ہے۔ گولڈن ویزہ سکیم کے تحت غیرملکی سرمایہ کاروں کے آسٹریلیا میں رہنے کا حق اب ختم کر دیا گیا ہے۔ اس اسکیم سے غیر تسلی بخش معاشی نتائج کی وجہ سے تنقید بڑھتی جا رہی تھی۔

600 خواتین نوکریوں سے برطرف

اقوام متحدہ نے اپنی ایک حالیہ رپورٹ میں بتایا ہے کہ غربت زدہ افغانستان میں 600 افغانی خواتین کو شرعی احکام کی خلاف ورزی کے الزام میں نوکریوں سے برخاست کر دیا گیا ہے۔ افغانستان سے متعلق انسانی حقوق کی 2023ء کی آخری سہ ماہی کی رپورٹ میں اس کا انکشاف کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق طالبان کی امر بالمعروف ونہی عن المنکر یا اخلاقیات کے نفاذ سے متعلق وزارت نے خواتین کے لئے ملازمت یا سروسز تک رسائی میں اس لیے رکاوٹیں ڈالیں کہ وہ شادی شدہ نہیں تھیں یا ان کے ساتھ کوئی مرد سرپرست نہیں تھا۔

جرمنی میں ٹرین ڈرائیوروں کی طویل ہڑتال

جرمنی کی معروف ریل کمپنی Deutsche Bahn کے ٹرین ڈرائیوروں نے 24 جنوری سے 29 جنوری کی شام تک طویل ترین ہڑتال کی جس کا اعلان جرمن ٹرین ڈرائیورز کی یونین جی ڈی ایل نے کیا۔ ہڑتال سے جرمن معیشت کو اندازاً ایک ارب یورو کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ ڈرائیوروں کے مطالبات میں تنخواہوں میں اضافہ کرنا اور ڈیوٹی کے اوقات میں کمی کرنا شامل تھا۔ اس ہڑتال سے ایک دن قبل مال بردار ٹرینوں کی بھی ہڑتال شروع ہو چکی تھی۔

تاریخ جرمنی (بائیسویں قسط)

مرتّبہ: مدبّر احمد خان

تاریخ جرمنی

فرانس میں عوام کے نمائندے اپنی آزادی کا اعلان کرتے ہوئے، جس سے فرانسیسی انقلاب کا آغاز ہوا

اٹھارہویں صدی کا اختتام یورپ کے لیے ایک بڑے سنگِ میل کو طے کرنے کا ابتدائیہ تھا۔فرانس میں مطلق العنان بادشاہت کے سارے مسائل جمع ہوتے ہوتے اب ایک آتش فشاں کی طرح پھٹنے کو تھے۔علمی اور فلسفیانہ تحریکوں نے عوام میں بھی بے داری اور شعور پیدا کرنے کا باعث بنی تھیں۔فرانسیسی انقلاب کے سرداروں کا نعرہ تھا: ”آزادی، برابری، بھائی چارہ“۔ یہ تحریک بنیادی انسانی حقوق اور جمہوری تقاضوں کے مطابق طاقت کی تقسیم اور دستورسازی کے ساتھ کھڑی ہوئی تھی۔لیکن یہ تحریک کچھ ہی عرصے میں بربریت کی مثال بن گئی۔

جو انقلاب بادشاہت، جاگیرداری اور کلیسائی طاقت کے خلاف عوام کے حقوق کے لیے شروع ہوا تھا، وہ سارے عوام کی نمائندگی کے بجائے عوام کے طاقت وَر طبقے یعنی وکلاء وغیرہ کی نمائندگی بن کر رہ گیا۔ بادشاہ اور اس کے خاندان کو سزائے موت دی گئی۔سزا سرعام Guillotine سے سرقلم کر کے دی گئی۔ جو بربریت کا راستہ آغاز میں اپنایا گیا، اس سے واپسی ممکن نہ ہوئی۔ جن کے بارے میں یہ کہہ دیا جاتا کہ وہ اس انقلاب کے دشمن ہیں، انہیں قاضیوں کے بینچ کے سامنے بٹھایا جاتا اور مختصر سی کارروائی کے بعد سزائے موت سنادی جاتی۔ ہزاروں لوگوں کو اس طرح موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ایک ہی سال میں اس تحریک کا بانی Robbespierre بھی اسی سزا سے اپنے انجام کو پہنچا، تب اس ظلم سے چھٹکارا حاصل ہوا۔ القصہ، طاقت ایک ہاتھ سے نکل کے دوسرے طبقے کے ہاتھ میں جا پہنچی۔لیکن غریب عوام کے حقوق کی فراہمی عمل میں آئی نہ ان کی غربت کا کچھ ازالہ ہوا۔

فرانسیسی انقلاب کی تفصیل بہت دل چسپ ہے اور اس سے بہت سے سبق سیکھے جا سکتے ہیں، لیکن چونکہ ہمارا بنیادی موضوع جرمنی کی تاریخ ہے اس لیے ہم تیزی سے آگے بڑھتے ہیں۔

15 سال بعد فرانسیسی انقلاب ایک لحاظ سے اپنے انجام کو پہنچا۔ کیونکہ اس 15 سالہ نوخیز جمہوریت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک شخص نے قیصر کا تاج خود اپنے سر پر رکھ لیا۔اس شخص کا نام تھا نپولین بوناپارٹ۔جس وقت فرانس میں اندرونی انقلاب جاری تھا، اسی وقت باہر سے حملہ آور فرانس کو کمزور کرنا چاہتے تھے۔سو اس وقت فرانس کو بہت سی جنگیں لڑنا پڑیں۔ انہی جنگوں کا ایک کامیاب کمانڈر نپولین تھا، جو قومی ہیرو بن گیا۔ اور آخر قیصر بن گیا۔لیکن اسے فرانسیسی انقلاب کا انجام کہنا درست نہیں، کیونکہ جو تصوّر اور اصول فرانسیسیوں نے مغرب کو دے دیے، وہ آنے والے زمانوں کے لیے رہنما بن گئے۔

Prussia اور Austria جرمنی کے مشرق میں بہت بڑی طاقتیں بن چکی تھیں۔مغرب میں فرانس باوجود قحط سالی اور اندرونی انقلاب کے ایک بڑی طاقت تھا۔ لہٰذا جرمنی کے مغربی علاقے اتحاد کی کوشش کر رہے تھے تاکہ وہ حفاظت میں بھی رہیں اور اگر ضم ہو جائیں تو جرمنوں کی تیسری طاقت بن سکیں۔ نپولین میں جرمن قوم اپنا نجات دہندہ ڈھونڈنے لگی تھی۔اور Prussia نے بھی نپولین کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھادیا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا مقصد رومی سلطنت سے مکمل آزادی تھا۔ بہرحال، نپولین جب مغربی جرمنی کے دورے پر آیا تو اس نے واقعتاً رومی قیصر سے جرمن علاقوں کی آزادی حاصل کر لی۔ اور ساتھ ہی Bavaria اور Baden-Württemberg کو سلطنتیں قرار دیا۔ اب یہ دونوں سلطنتیں حیثیت میں Prussia کے برابر ہوگئیں۔اس سے بڑھ کر اس نے ایک Rheinbund کے نام سے اتحاد کا اعلان کیا جو مغربی جرمنی کے علاقوں پر مشتمل تھا۔ Prussia کے لیے یہ اچھی خبر نہیں تھی۔لیکن باقی جرمن علاقوں نے اس پر خوشی کا اظہار کیا۔خود Goethe نے بھی نپولین کی سرپرستی کو سر آنکھوں پہ بٹھایا اور اسے ”میرا قیصر“ کے الفاظ سے یاد کیا۔

نپولین کے زیرِسایہ فرانس میں تبدیلیاں جاری رہیں اور یہی تبدیلیاں Rheinbund میں بھی ہوتی رہیں۔ جس میں قانون کے آگے مساوات، معاشرتی آزادیاں اور برابری، جاگیرداری کا خاتمہ، اور جمہوری حقوق جیسے ریفرنڈم وغیرہ شامل ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے نپولین Prussia کو بھی اپنے زیرِفرمان کرلیتا ہے۔جرمنی پہلے نپولین میں اپنا نجات دہندہ دیکھ رہا تھا اور Prussia اپنا ساتھی، لیکن انہیں اندازہ ہوگیا کہ وہ رومی سلطنت کی فرماں روائی سے نکل کر فرانس کے زیرِنگیں آ چکے ہیں۔ لیکن نپولین کی نظر اصل میں کہیں اور تھی۔ (جاری ہے)

حوالہ جات:

Die kürzeste Geschichte Deutschlands, James Hawes, Ullstein 2019, Berlin

Deutsche Geschichte, Dudenverlag 2020, Berlin

Schlaglichter der deutschen Geschichte, Helmut M. Müller, bpb, Brockhaus 2002

(مرتبہ: مدبّر احمد خان)

دِلّی جو ایک شہر تھا

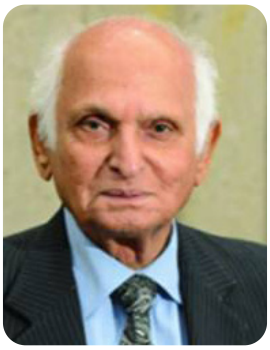

انتظار حسین

انتظار حسین کی کتاب ''دِلّی تھا جس کا نام'' سے چند اقتباسات

لال قلعہ ان دنوں لالوں لال تھا اور قلعۂ معلّٰی کہلاتا تھا۔ قلعۂ معلّٰی سے نیچے اتر کر دیکھو۔ ارد گرد کیا شہر آباد ہے۔ بستی بستے بستے بستی ہے۔ جہاں آباد کو بسنے میں چھ برس لگے۔ مگر یہ تو تبھی آباد ہونا شروع ہو گیا تھا جب نگر کی پہلی عمارت مٹیا محل کے نام سے وجود میں آئی تھی۔ اور یہ بات بہت معنی رکھتی ہے کہ لال قلعہ بعد میں تعمیر ہوا۔ پہلے مٹیا محل بن کر کھڑا ہو گیا۔ جہاں آباد کو لال قلعے اور مٹیا محل کے گھال میل کا حاصل جانو۔ یہ گھال میل ہر مقام اور ہر سطح پر نظر آئے گا۔ تہذیبی سطح پر، رہن سہن کی سطح پر، کوچہ و بازار کی سطح پر۔ بلکہ بازاروں کا تو معاملہ ہی یہ تھا کہ خلقت امنڈی ہوئی ہے، کھوے سے کھوا چھلتا ہے۔ بنیئے بقال، نجومی رمال، پھیری والے، پانی پلانے والے، صنعت گر، بازی گر سب اپنا اپنا کاروبار کرتے نظر آئیں گے۔ مگر کہیں عقب میں لال قلعہ بھی موجود نظر آئے گا۔ عقب میں کیا کم از کم وہ بڑے بازار جہاں خلقت زیادہ نظر آتی تھی لال قلعہ ہی کی دین تھے۔ چاندنی چوک، سعد اللہ خاں چوک، فیض بازار، خاص بازار، خانم کا بازار، اردو بازار۔ بڑے بازار تو یہی تھے اور یہ سب بازار لال قلعے کے شہزادوں، شہزادیوں، امیروں، وزیروں کے فیض سے وجود میں آئے تھے۔

چاندنی چوک کیا خوب بازار تھا۔ شاعر نے اس بازار میں کیا دیکھا کہ بس فدا ہو گیا۔

دل مرا جلوۂ عارض نے بہلنے نہ دیا
چاندنی چوک سے زخمی کو نکلنے نہ دیا

اس بازار کا نقشہ دیکھو۔ بیچوں بیچ نہر بہتی ہے۔ دو رویہ گھنے سایہ دار درخت، آم، جامن، گولر، مولسری، نیم، پیپل، برگد۔ ان کی چھاؤں میں رنگ رنگ کی سواری دوڑتی نظر آئے گی۔ پالکی، نالکی، رتھ۔ رتھوں کی کیا شان تھی۔ ان میں جتے بیلوں کے سینگوں پر سنہری سنگھوٹھیاں چڑھی ہوئیں۔ گلوں میں پیتل کی گھنٹیاں بجتی ہوئیں۔ وقتاً فوقتاً اس راہ سے شاہی سواری گذرتی۔ شاہی سواری کے ہاتھیوں کی کیا شان تھی۔ پشت پر سنہری ہودے سجے ہوئے، زربفت اور بانات کی جھولیں پڑی ہوئیں۔ گذر گاہ کے دائیں بائیں دکانیں قطار اندر قطار۔ مال و اسباب سے بھری ہوئی۔ ہزاری بزاری۔ ایک تو بزاریوں کی رنگ برنگی پوشاکیں۔ پھر دکانوں کے آگے بانسوں کے سہارے رنگ برنگے پردے لہراتے ہوئے۔ ہر طرف رنگ ہی رنگ۔

مگر سب بازار، سب کوچے سب چوک ایک طرف اور چوک جامع مسجد ایک طرف۔ شاہجہان نے کیا خوب مسجد بنائی تھی کہ وہ دلی کا دل بن گئی۔ ایسا دل جہاں مذہب اور کلچر گلے ملتے نظر آتے تھے۔ شہر کی مرکزی عبادت گاہ بھی یہی تھی اور شہر کا ثقافتی مرکز بھی یہی تھا۔ اندر نمازیوں کی صفیں آراستہ ہیں اور رکوع و سجود ہو رہے ہیں۔ باہر سیڑھیوں پر انڈے لڑائے جا رہے ہیں۔ داستانِ امیر حمزہ سنائی جا رہی ہے۔ کبوتر باز اور لال پدڑیوں کے رسیا اپنی پسند کے پرندے خرید رہے ہیں۔ چٹورے حلیم شریف اور کباب مزے لے لے کر کھا رہے ہیں۔ مگر مشاغل رنگا رنگ ہیں اور سیڑھیاں بہت ہیں۔ سو سیڑھیوں کے بیچ ان کی تقسیم ہو گئی ہے۔

مسجد کے تین دروازے ہیں اور ان کے حساب سے سیڑھیوں کے تین سلسلے ہیں اور ان کے روبرو اس زمانے میں تین بازار تھے۔ جنوبی دروازہ چتلی قبر کے بازار کی طرف کھلتا تھا۔ اس طرف تینتیس سیڑھیاں ہیں۔ دن ڈھلنے کے ساتھ ان سیڑھیوں پر چہل پہل شروع ہوتی تھی۔

اب شمالی دروازے کی طرف آ جیے۔ یہ دروازہ پائے والوں کے بازار کی طرف کھلتا تھا۔ اس طرف انتالیس سیڑھیاں ہیں۔ کبابی اس طرف بھی بیٹھے نظر آتے ہیں، مگر ان سیڑھیوں پر اصل قبضہ مداریوں اور قصہ خوانوں کا تھا۔ دن ڈھلنے لگا ہے اور لی جیے ایک قصہ خواں نمودار ہوتے ہیں، مونڈھا بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور شروع کرتے ہیں داستانِ امیر حمزہ۔

اب شرقی دروازے کی طرف آ جایئے۔ وہ خاص بازار کی طرف کھلتا تھا۔ اس دروازے کے آگے پینتالیس سیڑھیاں ہیں۔ یہ سیڑھیاں اپنے گذری بازار کے لیے مشہور تھیں۔

ادھر دن ڈھلا اور ادھر ان سیڑھیوں پر گذری کا بازار سجنا شروع ہوا۔ رنگوں کی بہار دیکھنی ہو تو ان سیڑھیوں پر جاؤ اور گذری میں رنگوں کی بہار دیکھو۔ بزاز رنگ رنگ کے کپڑے لیے بیٹھے ہیں۔ تھان الگ رکھے ہیں۔ الگنیوں پر پڑے الگ لہرا رہے ہیں۔

انہیں سیڑھیوں پر کہیں کوئی واعظ وعظ دیتا نظر آئے گا اور کوئی عطائی دوائیں بیچتا دکھائی دے گا۔ اور ہاں شعر و شاعری کے رسیا بھی یہاں محفل سجائے نظر آئیں گے۔ اور یہی تو وہ سیڑھیاں ہیں جہاں سرمد نے ڈیرا ڈال رکھا تھا۔ ایک روایت یوں ہے جو خلیق احمد نظامی نے نقل کی ہے کہ ایک شام یہاں سرخوشؔ، ناصرؔ ہندی اور بیدلؔ بیٹھے شعر پڑھ رہے تھے۔ کہیں اس طرف سے سرمد کا گذر ہوا۔ وہ مردِ مجذوب ان شاعروں کو شاعری کا شغل کرتے دیکھ کر ٹھٹکا۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

دیر است کہ افسانۂ منصور کہن شد
اکنوں سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

اور آگے بڑھ گیا۔ اور ہاں یہی تو وہ سیڑھیاں ہیں جہاں کی بولی ٹھولی سے میر صاحب اپنی زبان کی سند لیتے تھے۔

(دلی تھا جس کا نام، انتظار حسین، سنگ میل پبلیکیشنز، 2003 لاہور، صفحہ 53 تا 57)

قراردادِ تعزیت جماعت احمدیہ جرمنی

بر وفات حسرت آیات

محترم سیّد مولود احمد شاہ صاحب

یہ خبر بے حد افسوس اور دلی دکھ اور رنج کے ساتھ سنی گئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے نواسے اور ناظر اعلیٰ پاکستان محترم سیّد خالد احمد شاہ صاحب کے برادرِ اکبر محترم سیّد مولود احمد شاہ صاحب بقضائے الٰہی مؤرخہ 15 جنوری 2024ء کو اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے، اناللہ وانا الیہ راجعون ۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا　　　اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

آپ کی پیدائش مؤرخہ 20 جولائی 1947ء کو بمقام قادیان محترم سیّد داؤد مظفر شاہ صاحب اور محترمہ امۃالحکیم صاحبہ کے ہاں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم پہلے ربوہ میں اور پھر سندھ میں جماعتی اسٹیٹس میں قائم سکول سے حاصل کی، جہاں آپ کے واقف زندگی والد بزرگوار تعینات تھے۔ بعدازاں آپ نے انجینئرنگ میں تعلیم مکمل کی اور طویل عرصہ تک ملازمت کے سلسلہ میں مختلف شہروں میں رہائش پذیر رہے اور جب ریٹائر ہوئے تو ربوہ آکر آباد ہو گئے۔

مرحوم نہایت سادہ، خاموش طبع، درویش منش، ملنسار اور غریب پرور شخصیت کے مالک تھے۔ اگرچہ جماعت کے کسی انتظامی عہدہ پر نہ رہے لیکن سلسلہ کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق تھا اور اس کے لئے غیرمعمولی غیرت رکھنے والے تھے۔

مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے برادرِ نسبتی اور محترم ڈاکٹر تاثیر مجتبیٰ صاحب مرحوم کے بہنوئی تھے۔

آپ کی شادی محترمہ سیّدہ لبنیٰ صاحبہ بنت محترم ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب سے ہوئی تھی جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹے اور بیٹی سے نوازا جو شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں، آپ کے بیٹے محترم سیّد سعود شاہ صاحب واقف زندگی ہیں اور اس وقت ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

صدمہ کے اس موقع پر ہم جملہ افرادِ جماعت احمدیہ جرمنی اپنے پیارے آقا حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، مرحوم کی اہلیہ، بچوں اور جملہ افرادِ خاندان سے تعزیت کرتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانے والی اس نیک روح کے ساتھ غیرمعمولی عفو و مغفرت کا سلوک فرمائے، اپنی رضا کی جنتوں میں داخل کرے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ عطا فرما کر بلندیٔ درجات کے سامان کرے اور آپ کی نسلوں کو آپ کا قائمقام بنائے، آمین ثم آمین۔

ہم ہیں اراکینِ جماعت احمدیہ جرمنی

جماعت احمدیہ جرمنی کے ایک دیرینہ خادم

نہایت افسوس کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ جرمنی کے مخلص خادم مکرم بشیر احمد بھٹی صاحب مؤرخہ 13 جنوری 2024ء بعمر 85 سال ہمبرگ میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مکرم بھٹی صاحب نومبر 1938ء میں جہلم میں حضرت محمد حسین بھٹی صاحبؓ کے گھر پیدا ہوئے جو صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ 1903ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقدمہ کرم دین کے سلسلہ میں جہلم تشریف لے گئے تو اس موقع پر جن خوش نصیب احباب کو حضور کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ ان میں مکرم محمد حسین بھٹی بھی شامل تھے۔ ویسے اس خاندان میں احمدیت کا نفوذ 1892ء میں حضرت میاں علی صاحب کے سلسلہ بیعت میں شامل ہونے سے ہوا۔ جو مرحوم کے نانا تھے۔

مکرم بشیر احمد بھٹی صاحب 1975ء میں جرمنی تشریف لائے اور فرانکفرٹ میں سکونت اختیار کی اور شروع دن سے ہی شعبہ مال میں خدمت کرنے کی توفیق پائی۔ 37 سال آپ نے شعبہ مال میں انٹرنل آڈیٹر کے طور پر کام کیا۔ جماعتوں کو نئی رسید بکس جاری کرنا اور واپس آنے والی رسید بکس کو چندہ Statement کے مطابق آڈٹ کرنے کا فریضہ بڑی محنت اور ذمہ داری سے ادا کیا۔ آپ بیماری کے نتیجہ میں بیساکھیوں کے سہارے چلتے تھے۔ اس کے باوجود اپنی جماعتی ذمہ داری میں بہت مستعد تھے۔ 2011ء میں آپ نے فرانکفرٹ سے ہمبرگ میں اپنے بچوں کے پاس رہائش اختیار کرلی۔ آپ صوم و صلوٰۃ کے پابند، باقاعدگی سے قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور چندہ جات کی ادائیگی کو اولیت دیتے تھے۔ معذوری کے باوجود جماعتی اجلاسات میں ضرور حاضر ہوتے۔ خلافت سے محبّت اور احترام کرنے والا وجود تھے۔

آپ کی نماز جنازہ 19 جنوری بروز جمعہ صبح گیارہ بجے ہمبرگ کے علاقائی قبرستان Friedhof Stellingen میں ادا کی گئی جس میں ہمبرگ کے حلقہ جات کے علاوہ Nahe فرانکفرٹ، ہنوور، کوبلنس، انگلینڈ و جرمنی کے دیگر شہروں سے احمدی احباب شامل ہوئے۔ نماز جنازہ اور قبر تیار ہونے پر مکرم لئیق احمد منیر صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ بھٹی صاحب مرحوم کی بیگم 1984ء میں پاکستان میں وفات پاگئی تھیں۔ مرحوم نے ایک بیٹا، تین بیٹیاں اور متعدد پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔

ادارہ اخبار احمدیہ بھٹی صاحب مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے خصوصاً مرحوم کے بیٹے مکرم آصف شہزاد بھٹی صاحب، قریبی عزیز مکرم طارق محمود صاحب لون اور دیگر لواحقین سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مکرم خاور محمود الطاف صاحب

مکرم خاور محمود الطاف صاحب ابن مکرم چودھری الطاف احمد صاحب 8 جنوری 2024ء کو بعمر 42 سال حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم کا تعلق Nidda جماعت سے تھا۔آپ بہت اچھے اخلاق کے مالک تھے۔صوم وصلوۃ کے پابند اور نماز تہجد بھی باقاعدگی سے ادا کرتے۔قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ ساتھ اس کے مطالب پر غور و فکر بھی کرتے۔احادیث کا مطالعہ بھی کرتے اور ان پر عمل کرنے کی خود بھی کوشش کرتے اور دوسروں کو بھی توجہ دلاتے۔

آپ نے پسماندگان میں والدین، اہلیہ، دو بیٹے اور ایک بیٹی اور چار بہن بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کی نماز جنازہ 11 جنوری کو بیت السبوح میں محترم امیر جماعت جرمنی عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے پڑھائی اور اگلے روز Südfriedhof فرانکفرٹ میں تدفین عمل میں آئی۔ (اکبر محمود الطاف، صدر حلقہ بورن ہائیم فرانکفرٹ)

محترمہ آصفہ خالد صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ آصفہ خالد صاحبہ 18 دسمبر 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔آپ کا تعلق جماعت Stockstadt سے تھا۔مرحومہ بہت نرم مزاج، دعاگو خاتون تھیں۔پسماندگان میں آپ نے 4 بیٹیاں اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

آپ کی نماز جنازہ مؤرخہ 21 دسمبر کو بعد نماز ظہر وعصر ناصر باغ میں ادا کی گئی اور اگلے روز Worfelden میں تدفین عمل میں آئی۔ (عبدالحق خالد صاحب)

مکرم محمد انور یوسف صاحب

خاکسار کے والد محترم محمد انور یوسف صاحب آف فرانکفرٹ ابن چودھری محمد یوسف صاحب 17 دسمبر 2023ء کو 72 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔آپ حضرت مولوی فخرالدین صاحبؓ کے پوتے اور حضرت نبی محمد صاحبؓ کے نواسے تھے۔آپ کا تعلق محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ سے تھا۔1975ء میں ربوہ سے جرمنی منتقل ہو گئے۔آپ بہت شفیق، ملنسار اور ہردلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔خلافت اور نظام جماعت سے پختہ تعلق رکھنے والے تھے۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ، تین بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کی نماز جنازہ مؤرخہ 19 دسمبر 2023ء کو مسجد بیت السبوح فرانکفرٹ میں ادا کی گئی۔بعد ازاں آپ کا جنازہ ربوہ لے جایا گیا جہاں 22 دسمبر کو بیت النصرت میں نماز جنازہ کے بعد بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین عمل میں آئی۔ (رفیع یوسف۔Goldstein)

مکرم اقبال احمد صاحب

خاکسار کے والد اقبال احمد صاحب ابن عبد الحمید صاحب 30 دسمبر 2023ء کو 63 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم کا تعلق بھوڑو چک ضلع شیخوپورہ سے تھا۔1981ء میں آپ پاکستان سے جرمنی منتقل ہو گئے اور اوسنابرک میں قیام پذیر ہوئے جہاں آپ کو مختلف جماعتی خدمات کی توفیق ملی۔آپ جماعت اوسنابرک کے پہلے صدر تھے۔والی بال کے اچھے کھلاڑی تھے۔

آپ موصی تھے۔آپ کی نماز جنازہ مؤرخہ 3 جنوری بروز بدھ مسجد بشارت میں ادا کی گئی۔بعد ازاں 5 جنوری کو Südfriedhof فرانکفرٹ میں تدفین عمل میں آئی۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ، خاکسار اور پانچ بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔(فہد اقبال۔اوسنابرک)

مکرم چودھری طاہر حمید وڑائچ صاحب

مکرم چودھری طاہر حمید وڑائچ صاحب ابن مکرم چودھری حمیداللہ وڑائچ صاحب 30 نومبر 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ چک 9 پنیار سرگودھا میں 1961ء میں پیدا ہوئے۔آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ حضرت چودھری حاکم علی صاحبؓ کے ذریعہ ہوا جو مرحوم کے دادا تھے۔حضرت چودھری حاکم علی صاحبؓ بہت نیک اور مخلص بزرگ تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1900ء میں بعض حالات کی بناء پر قادیان سے ہجرت کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ نے حضورؑ کو اپنے گاؤں چک پنیار میں تشریف لے چلنے کی مخلصانہ دعوت دی۔آپ کی دادی جان محترمہ حاکم بی بی صاحبہ کو برلن مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں طلائی زیور پیش کرنے کی سعادت ملی۔

مرحوم طویل عرصہ سے Dietzenbach میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ مقیم تھے۔آپ انتہائی بے لوث اور خلافت سے بے پناہ محبّت کے جذبات رکھنے والے تھے۔جماعتی کام، جلسہ سالانہ، تربیتی و تبلیغی تقریبات نیز ہر موقع پر نمایاں خدمت کی توفیق پاتے۔ہر کارکن کے ساتھ دل وجان سے تعاون ان کی فطرت کا نہایت حسین پہلو تھا۔اپنے دوستوں عزیزوں اور اقرباء سے محبّت کا انداز بھی نرالا تھا۔اپنے بڑوں کو نہایت ادب سے مخاطب کرتے۔ان کی اس عادت کی وجہ سے ہر بار ان سے مل کر بہت خوشی ہوتی تھی۔مرحوم کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔دوسروں کی مہمان نوازی اور خدمت کا جذبہ رکھتے تھے۔ناظم ایثار انصاراللہ کی حیثیت سے خدمات بجالاتے رہے۔اگر کسی دوست کے ساتھ کسی معاملہ میں اختلاف رائے پیدا ہو جاتا تو جلد ہی اس سے معذرت کر کے رنجش کو ختم کرنے کی کوشش کرتے۔سخت موسمی حالات میں بھی ممکن حد تک مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ، دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

مرحوم کی نماز جنازہ مکرم شیراز احمد صاحب مربی سلسلہ نے مسجد بیت الباقی میں پڑھائی اور مقامی قبرستان میں ہی تدفین ہوئی۔ (محمد شریف خالد، ڈیٹسن باخ)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے تحت مؤرخہ 23 تا 28 دسمبر 2023ء بمقام جامعہ احمدیہ جرمنی منعقد ہونے والی نیشنل تربیتی کلاس کے چند مناظر

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے تحت یکم جنوری 2024ء کو کیے جانے والے وقارِ عمل کے بعد کے مناظر

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 25 | ISSUE 02 | FEBRUARY 2024
ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir
PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de